ترجمان
دہلی

پندرہ روزہ

مسلک اہل حدیث کا داعی اور جمعیۃ اہل حدیث ہند کا نقیب

مدیر: ابو الکلام احمد
معاون مدیر: ابن احمد نقوی

بدل اشتراک: سالانہ — دس روپے، ششماہی — پانچ روپے، فی پرچہ — ۴۰ پیسے

عبدالرؤف خاں ندوی — (خاص ترجمان دہلی)

آہ! راجہ اشوک کے دیش میں

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بھارت کی آب وہوا ہی میں مسلمانوں کے خلاف قتل و خون کی ایک لہر دوڑ چکی ہے۔ راجہ اشوک کی یہ سرزمین جس نے احترامِ انسانیت میں اچھی مظلوم کی حمایت میں ایک ظالم بھائی کے خلاف دوسرے کے ہاتھ میں تلوار پکڑا دی تھی۔ آج وہ سرزمین مظلوم انسانوں، معصوم مقتولوں سے رنگین ہوتی نظر آ رہی ہے۔ یہ وہی سرزمین ہے جہاں کرشن جی نے جب ارجن کے بھائی بندوں کو دیکھا کہ ظلم و ناانصافی پر اتر آئے ہیں تو ارجن کو للکار کر کہا تھا جا بے ظالم اپنا بھائی ہی کیوں نہ ہو اس کے لئے دستورِ انسانیت میں کوئی امان نہیں۔ اس لئے اٹھو اور ظالموں سے بے دھڑک لڑ جاؤ۔ چنانچہ بھگوت گیتا جو ہندو ازم بلکہ ہندو رزمیہ شاعری کی کڑی میں لکھی گئی ہے، اور رزم نامہ مہا بھارت کے چھٹے باب کا ایک حصہ ہے اس جنگ کی پوری طرح ہم عکاسی کرتی ہے کہ کس بے دردی کے ساتھ ارجن نے انصاف کی خاطر ظلم کے مقابلہ میں اپنے بھائی بندوں تک کی پرواہ نہ کی۔ مگر آج کہیں ادھر ادھر نہیں بلکہ کرشن جی کے اس دیش میں ظلم و بے انصافی، مسجدیں ویران، کاروبار تباہ، سکون ختم، زندگی بے چینی، موت سستی اور انسانی تذلیل کا سلسلہ جاری ہے مگر کوئی نہیں جو ارجن کی طرح ان کے جتنوں کو ختم کرانے کے لئے ہمت دلائے۔ گرد کشیتر کے دل میں شری کرشن کنہیا کا ظلم تلملا رہا ہے، اچھوتوں کے ہاتھوں ٹوٹی پڑی ہے جس پر آنسو بہانے کے لئے جمنا کی گنگا میں تو آ سکتی ہیں پر انسانوں کے دل نہیں پسیجتے کہ انصاف کی خاطر دو چار آنسو بہا لیں۔

آج ظلم و فساد کا جو ڈرامہ پورے ملک میں کھیلا جا رہا ہے، خواہ کانگریسی دورِ حکومت ہو یا جن سنگھی دور، کانگریس حکومت میں بھی مسلمان گاجر مولی کی طرح کٹتے رہے اور جنتا حکومت میں بھی انکی پر عمل ہو رہا ہے۔ علی گڑھ کے فساد نے پچھلے تمام ریکارڈ توڑ دیئے۔ آر ایس ایس اور پی اے سی اور سی آر پی کے ہاتھوں لوٹ مار، آتش زنی اور قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے۔ ہمارے پردھان منتری عدم تشدد اور اہنسا کے قائل ہیں لیکن عدم تشدد اور اہنسا کی پالیسی اسی وقت مفید ہو سکتی ہے جبکہ مجرموں کو سزا دی جائے۔ اور پھر اگر حکومت عدم تشدد کے تقاضوں کو الف سے ے تک پورا کرنا چاہتی ہے تو اسے اپنے ماضی کی ان روایات سے سبق لینا چاہئے جب کہ انگریزوں کے ظلم وستم کے مقابلہ میں عدم تشدد کا انتہائی عروج تھا کہ جان کی بازی لگا دو مگر اُف تک نہ کرو۔ گاندھی جی نے ۲۲ دن کا مشہور برت اسی لئے رکھا تھا کہ مسلمانوں کی جان و مال، عزت اور آبرو کی حفاظت کی ملک کی طرف سے گارنٹی دی جائے۔ آخر فساد کا سیلاب رک گیا۔ مگر آج نہ پرکاش نرائن، مرارجی ڈیسائی، اندرا جی، چندر شیکھر، بابو جگ جیون رام کوئی بھی ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں۔ آج بھی گاندھی جی کے فارمولے پر عمل کیا جائے تو سب کچھ ٹھیک ہو سکتا ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ مظلوموں کی امداد اور ان کے حقوق کے لئے سب سے پہلے خود حکومت اپنی جان پیش کرے۔ عدم تشدد اگر اس جذبے کا حامل نہیں ہے تو مجرموں کی آوارہ گردی کے لئے ایک بہانہ بن کر کچھ نہیں رہ جاتا۔ موجودہ حکومت کے ارکان نے عدم تشدد کی اس تاریخ کو ماضی کے بہادرانہ کارناموں کے لئے ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا۔ اب تو اگر جمہوریت ہی آواز اٹھاتی ہے کہ عدم تشدد پر ایمان لانے والا فلاں وزیر یا ممبر پارلیمنٹ فسادات وستم رانی کی بھڑکتی ہوئی آگ سے نظریں بچا کر دم دبا گیا اور فسادیوں نے دل کھول کر جان و مال و عزت و آبرو کو خاکستر کیا۔

ہندوستانی مسلمان بھارت کے اتنے ہی وفادار ہیں جتنے وفادار کہ صدرِ جمہوریہ ہند کی سب سے اونچی کرسیاں ہیں۔ بڑی حیرت کی بات ہے جو فرقہ وارانہ نفرت پھیلا کر اور دھرم و مذہب کے نام پر خون خرابہ کر کے اپنی سیاست کی دوکان چمکاتے ہیں۔ آج بلراج مدھوک زہر افشانی فرما رہے ہیں لیکن حکومت کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ بلراج مدھوک صاحب بھارتیہ کرن کی بات کرتے ہیں اور مسلمانوں کو بدیشی کہتے ہیں۔ بلراج مدھوک کو معلوم ہونا چاہئے کہ بدیشی کسے کہتے ہیں۔ بدیشی سے کہتے ہیں جو باہر کو یہاں کرے اور یہاں کی دولت سے موج کرے۔ دولت تو یہاں سے کھینچے اور کسی کا روحانی اور ملک میں لگائے۔ انگریز، فرانسیسی اور دوسرے طرح سے دولت ہندوستانی عوام سے نچوڑ کر لے گئے۔ کیا یہی ہندوستان میں آئے تھے اور کبھی اسے کاروبار کا نام نہیں دیا تھے۔ ——— ہندوستان کے مسلمانوں نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے اس دولت سے جو کچھ حاصل کیا یہیں لگایا۔ اسی دیش کو سجایا اور سنوارا۔ انہوں نے ہمیشہ کیا کہ یہاں سے دولت سمیٹ کر ہمیشہ لے جانا ان کے لئے گوارا نہیں۔ تاج محل بنا کر آگرہ کو سنوارا۔ گرینڈ ٹرنک روڈ بنا کر ہندوستان کے عوام کو سہولت پہنچائی۔ اکبر کے دور میں ہندو مسلم سرحار اکر یہاں کے کسانوں کو سہولت کیا۔ آپ ہی بتایئے اور کیسے بدیشی بھگت نہیں ہے؟ مسلمان اس ملک کے اتنے ہی وفادار ہیں جتنا کوئی اور ہے۔ مسلمان بھی اتنے ہی اچھے شہری ہیں جتنا کوئی اور کسی دوسرے دھرم کو ماننے والا ہو سکتا ہے۔ مگر جو راجہ اشوک کی اس سرزمین میں اقلیت کے خلاف خون خرابہ کیسا؟ اگر آج ایک خاص فرقہ کے جتنوں میں فرقہ پرستوں کی اشتعال انگیزی اور صوبائی حکومتوں کی چشم پوشی سے ایسے وفادار فرقوں کو وہ سب کچھ بھگتنا پڑ رہا ہے جو ناتھورام گوڈسے زندہ باد کا نعرہ لگانے والوں کو بھی نہیں بھگتنا پڑا۔ بلکہ قاتلِ گاندھی گوڈسے کو سینے سے لگایا جا رہا ہے۔ حکومت سے میری گذارش ہے کہ وہ اپنا فرض ادا کرے اور تحقیق کر کے مجرموں کو عبرتناک سزائیں تجویز کرے۔ اشوک، گوتم، کرشن، گاندھی جی کی زمین انصاف چاہتی ہے۔

۱۵ دسمبر ۱۹۶۸ء

بابُ القرآن

امام رازی امام الہند کی نظر میں

(۲) محمد ثناء اللہ عمری بکم [illegible]

سورۂ انبیاء کی آیت قال بل فعلہ کبیرھم ھذا فسئلوھم ان کانوا ینطقون کی تفسیر میں مولانا آزاد تحریر فرماتے ہیں۔

"... بخاری میں جو [illegible] کی روایت ہے کہ لم یکذب ابراہیم فی شیئ قط الا ثلاث کلھن فی اللہ الخ تو اگرچہ اس کی توجیہ و تاویل کی بابت بھی دو رائیں ہو سکتی ہیں لیکن صحیح بات وہی ہے جو امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب ہے اور جسے امام رازی نے بھی دہرایا ہے یعنی [illegible] تسلیم کر لینا چاہیے۔ آسان ہے کہ ایک غیر معصوم راوی سے فہم و تعبیر حدیث میں غلطی ہو گئی ہو [illegible] معصوم [illegible] پیغمبر کو [illegible] تسلیم کریں۔ اگر ایک راوی کی جگہ سینکڑوں راویوں کی روایت بھی باطل ٹھہرے تو بہرحال غیر معصوم راویوں کی غلطی ہو گی لیکن اگر ایک معصوم پیغمبر کو بھی غلط بیان تسلیم کر لیں تو نبوت و وحی کی ساری عمارت درہم برہم ہو گئی۔ (ترجمان القرآن جلد دوم ص ۴۹۹)

سورۂ انبیاء کے بعد سورۂ حج کی آیت ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع و بیع وصلوات ومساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا میں لفظ صلوات کے متعلق مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں: یہاں صلوات سے صلوات کرنا یہیں کی نماز قرار دی ہے لیکن یہ بات قابلہ کی راہ سے کہ صلوات سے مقصود خود مسلمانوں ہی کی نماز ہے اور ہدم سے مراد اس کے قیام کا منہدم ہونا ہے۔ امام رازی نے ایک وجہ اس قول کی یہ بھی قرار دی اور متعدد اقوال نقل کئے ہیں بہرحال یہ آیت نہایت اہم ہے اور ہم کو اللہ کی جگہ اس کے مطلب پر تدبر و تفکر کرنا چاہئے۔ (مقالات البلال صفحہ ۶۰۔۶۱)

مولانا [illegible] نے کشف ساق سے قرآن کا [illegible] کیا ہے [illegible] فرماتے ہیں۔

[illegible] کو خطاب کیا گیا ہے [illegible]

[illegible]

اس آیت میں کشف ساق سے مراد حقیقی ساق [illegible] نے پنڈلی مراد لی ہے۔ امام رازی نے [illegible] بیان کی ہیں فرماتے ہیں۔

(۱) [illegible] شان سلیمانی کی ہیبت تھا کہ [illegible] ان کی عظمت [illegible] تعبیر [illegible] (باقی صفحہ پر)

بابُ الحدیث

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے پوچھا اسلام کا کونسا کام بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا غریبوں مسکینوں کو کھانا کھلانا، اور ہر مسلمان کو سلام کرنا چاہے تو اسے پہچانتا ہو (یعنی پہلے سے دوستی اور بے تکلفی ہو) یا نہ ہو۔ (بخاری مسلم عبداللہ بن عمرؓ)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ جنت میں نہیں جا سکتے جب تک کہ مومن نہیں بنتے۔ اور تم مومن نہیں بن سکتے جب تک باہم محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں وہ تدبیر نہ بتا دوں جس کو اگر کرو تو آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو؟ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔ (مسلم۔ ابوہریرہؓ)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ ایک بات اپنی زبان سے نکالتا ہے جو اللہ کی خوشنودی کی بات ہوتی ہے۔ بندہ اس کا خیال نہیں کرتا (یعنی اس کو اہمیت نہیں دیتا) لیکن اللہ اس بات کی بدولت اس کے درجے بلند کرتا ہے۔ اسی طرح آدمی خدا کو ناراض کرنے والی بات زبان سے لاپرواہی کے ساتھ نکالتا ہے جو اسے جہنم میں گرا دیتی ہے۔ (بخاری۔ ابوہریرہؓ)

(۴) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کن وجوہ سے میں کسی یتیم کو مار سکتا ہوں جو میری پرورش میں ہے؟ آپ نے فرمایا جن وجوہ سے تم اپنی حقیقی اولاد کو مار سکتے ہو۔ خبردار اپنے مال کو بچانے کی خاطر اس کا مال برباد نہ کرنا اور نہ اس کے مال کو اپنی جائیداد بنانا۔ (طبرانی)

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کا سب سے بدتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔ (ابن ماجہ۔ ابوہریرہؓ)

(۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جوانو! تم میں سے جو نکاح کی ذمہ داریاں اٹھانے کی سکت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ یہ نگاہ کو نیچی رکھتا اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے (یعنی نظر کو ادھر ادھر آوارہ پھرنے سے اور شہوانی طاقت کو بے لگام ہونے سے بچاتا ہے۔ اور جو نکاح کی ذمہ داریاں اٹھانے کی وسعت نہیں رکھتا اسے چاہئے کہ شہوت کا زور توڑنے کے لئے (وقتاً فوقتاً) روزے رکھا کرے۔ (بخاری۔ مسلم)

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سے چار چیزوں کی بنیاد پر شادی کی جاتی ہے۔ اس کے مال کی بنیاد پر۔ اس کی خاندانی شرافت کی بنیاد پر اس کی خوبصورتی کی بنیاد پر اور اس کے دین کی بنیاد پر۔ تو تم دیندار عورت حاصل کرو، تمہارا بھلا ہو۔ (متفق علیہ۔ ابوہریرہؓ)

(۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس شادی کا پیغام کوئی ایسا شخص لائے جس کے دین و اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس سے شادی کر دو۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑی خرابی پیدا ہو گی۔ (ترمذی)

مسائل فقہیہ

(ع۔ ٹ۔ ر)

(۱) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْنَا بِنْتًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُدْفَنُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عِنْدَ الْقَبْرِ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حاضر ہوا اس وقت جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ام کلثوم زوجہ عثمان رضی اللہ عنہما دفن کی گئی تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر کے پاس بیٹھے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت کی دونوں آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔)

اس سے ثابت ہوا کہ مردہ پر بغیر نوحہ اور واویلا کے رونے میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ بلکہ رونا مکروہ ہے (متفق علیہ) اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات کا، تو حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھیں سے جاری ہوئے تو عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہا کہ اے رسول خدا آپ رو رہے ہیں؟ فرمایا اے ابن عوف آنسو بہانا رحمت ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا کہ رحم دلی ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھی ہے۔ اللہ اپنے رحم دل بندوں پر رحم کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

اصل بات یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کامل بشر تھے۔ آپ فرشتہ نہیں تھے (قرآن) اور نہ مافوق البشر کوئی کام آپ کے اختیار میں تھا۔ یہاں تک کہ یہ بھی آپ کے اختیار میں نہیں تھا کہ آپ "ان شاء اللہ" کہے بغیر یہ کہہ سکیں کہ کوئی کام میں کل کروں گا (کہف)۔ بشر کے تمام لوازمات آپ میں پائے جاتے تھے۔ خواہ ان کا تعلق نفس و روح سے ہو یا طبیعت سے بشریت کے جو تقاضے تھے خواہ اختیاری ہوں یا اضطراری سب آپ سے صادر ہوتے تھے۔ اگر ایسا نہیں ہوتا تو (نعوذ باللہ) آپ کی بشریت میں نقص لازم آتا۔ اولاد کے مرنے پر آنکھوں سے آنسو نکلنا دلیل ہے کہ آپ کے جملہ قویٰ اور حواس بالکل درست تھے۔ اسی قبیل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر "سکرات الموت" کا طاری ہونا بھی ہے۔

واللہ اعلم

(۲) عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ (متفق علیہ)

یعنی مردہ پر عذاب کیا جاتا ہے اس کی قبر میں بوجہ اس پر نوحہ کرنے کے۔

نوحہ کا مطلب یہ ہے کہ رونے والا میت کے اوصاف بیان کر کے روئے کہ وہ ایسا تھا۔ جس نوحہ سے منع کیا گیا ہے اور جس نوحہ سے میت کو قبر میں عذاب ہوتا ہے مفسرین کے نزدیک اس سے وہ نوحہ مراد ہے جس میں اللہ کی [illegible] معصیت و نافرمانی پائی جاوے۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پندرہ روزہ **ترجمان** دہلی

جلد ٢٥ | ١٥ دسمبر ١٩٧٨ء م ١٤ محرم الحرام ١٣٩٩ھ | شمارہ ٢٣

مناظرہ بجرڈیہہ کے اتحاد کی ایک کڑی

یکم دسمبر کے ترجمان میں مناظرہ بجرڈیہہ بنارس کی مختصر روداد پڑھی تھی۔ مناظرہ کا ٹیپ ریکارڈ سن کر ہمارے محلہ کے اہل و عیال وم افراد نے بلا جبر و اکراہ خوشی سے سابقہ بریلوی عقائد اور طریقہ عبادت سے تائب ہو کر خالص اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کا عہد کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو سلف صالحین کا جذبۂ ایمانی عطا فرمائے اور بلا خوف لومۃ لائم حق بات پر عمل کرنے اور قرآن و حدیث کے صحیح پیغام کو عام کرنے کی جرأت بخشے۔ آمین

حدیث شریف میں ہے۔ کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ او کما قال۔ ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے ماں باپ اس کو یہودی یا مجوسی یا نصرانی بنا دیتے ہیں۔

زمانہ جاہلیت میں طاغوتی طاقتوں کی حکمرانی سمجھی جاتی تھی۔ لات و منات وغیرہ کی حاجت روائی کارسازی کا دم بھرا جاتا تھا۔ چھوٹے بڑے بت ہر گھر میں موجود تھے۔ خود بیت اللہ شریف میں ٣٦٠ بت تھے۔ رات دن ان کی پوجا کی جاتی تھی ایسے زمانہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خلعت رسالت عطا کی گئی۔ آپ نے حضرت اللہ رب العزت کی پوجا کی دعوت دی اور غیر اللہ کی پرستش سے روکا۔ خلوت و جلوت میں ہر مقام پر ان لا معبود الا اللہ کا نعرہ لگایا۔ یہ ہوا کہ ہر شخص دشمنی پر آمادہ ہو گیا اور اسلام کی بیخ کنی پر تل گیا۔ شمع رسالت کو بجھانے کا خیال سب سے پہلے حضرت عمر کے دل میں آیا۔ چنانچہ تہیہ کر لیا کہ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔ حضرت عمر با اثر انسان تھے۔ عرب کے قائدین میں شمار تھا ان کی جرأت و بہادری ضرب المثل تھی۔ کفر و شرک کا ان پر بہت زیادہ اثر تھا۔ ایک روز تاؤ میں آ کر اس آواز حق کو ستر ختم کرنے کے لئے شمشیر برہنہ لے کر باہر آ گئے۔ اللہ تعالیٰ اکبر اور ہی منظور تھا۔ ان کے کفریہ عقائد سورۂ طٰہٰ کی ابتدائی آیات سے ٹکرا کے ایک چمک پیدا ہوئی اور اس نے حضرت عمر کے تاریک دل و دماغ میں نور کی شمع روشن کر دی۔ کلمہ توحید پڑھنے کے لئے بے قرار ہو گئے۔ بارگاہ رسالت میں پہنچے اور بے ساختہ زبان سے نکلا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ۔

اس واقعہ سے یہ سبق ملا کہ جذبات دل میں آ کے مزدوری نہیں کرتے۔ صحیح ہو یا جو عقیدہ دل میں راسخ ہو جاتا ہے وہ واقع نفس الامر کے مطابق بھی ہو۔ کم عقل اپنے کو زیادہ عقلمند اور زیادہ عقل والا اپنے کو کم عقل سمجھتا ہے۔ یہ رات دن کا مشاہدہ ہے۔ اپنی فکر کی صحیح ناپ تول شاید کوئی نہیں کر سکتا۔ جو لوگ موافق و مخالف دونوں پہلوؤں پر غور کرتے ہیں اور ہر ایک کے سقم و صحت کا موازنہ کرکے رائے قائم کرتے ہیں وہ کسی حد تک غلطی سے محفوظ رہ سکتے ہیں اس کے بعد بھی کہنا مشکل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

اپنی رائے یا عقیدہ کی صحت جانچنے کے لئے دوسرے کی رائے و عقیدہ سمجھنے اور پرکھنے کی کوشش کرے اور تعصب سے بالاتر ہو کر دیکھے کہ بلا کسی کا جارحانہ پہلو یا مقصود ہے۔ تعرف الاشیاء باضدادھا ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ اگر رات نہ ہو یا ظلمت نہ ہو تو دن اور روشنی سے کوئی آشنا نہ ہوتا۔ ایک طرفہ بیان سے کوئی نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا۔

صحیح فیصلہ دونوں فریق کا بیان سننے کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے۔ اپنی تقریریں اور وعظ سنانے اور دوسروں کی مجالس وعظ میں لوگوں کو شریک ہونے سے روکنے کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ نے مریدوں پر جو رنگ چڑھایا وہ حضرت بلال حبشی اور حضرت صہیب رومی جیسا پکا رنگ نہیں ہے آپ ڈرتے ہیں کہ حق و صداقت کی کسوٹی پر آپ کا ملمع بے نقاب ہو جائے گا۔

سادہ لوح انسان شتاباتی ہوتے ہیں ڈگڈگی کی آواز سن کر گم ہو جاتے ہیں خود کو کام سے بے نیاز ہو کر خندہ ادب دیکھنے کے گرویدوں میں کھو جاتے ہیں۔ ایسے بھی لوگوں کو آلۂ کار بنایا جاتا ہے لیکن خدا نے ان کو برے اور بھلے میں تمیز کرنے کی عقل بھی دی ہے اور ایک گونہ سوجھ بوجھ عطا کی ہے۔ مسلم البابین ان کے سامنے جب تصویر کا دوسرا رخ آتا ہے فوراً غلطی کا احساس کر لیتے ہیں اور پھر اس کے راہ راست پر آنے میں دیر نہیں لگتی۔

مناظرہ بجرڈیہہ کی زندہ مثال سامنے ہے مختصر روداد یکم دسمبر کے ترجمان میں شائع ہو چکی ہے۔ تفصیلی رپورٹ کا انتظار ہے۔ ہمیں زبانی جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق مناظرہ کی تحریک بریلوی حضرات نے دی تھی۔ حق کو چیلنج کیا گیا تھا اہل حدیث نے چیلنج منظور کر لیا گیا تاریخ و وقت مقرر ہو جانبین کا دو بجے پولیس ہال بنارس میں جمع ہو گئے۔ پولیس انچارج کے اطلاع دینے پر کہ آج پولیس کا انتظام نہیں ہو سکا مناظرہ دوسرے روز کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔ اس کے بعد بریلویوں کی طرف سے یہاں تک کہا گیا کہ وہابی آدمی ہمارے اور وہابی آدمی ان کے جیل خانہ میں بند کر دیئے جائیں۔ مناظرہ سے فارغ ہو کر یہ آ جائیں پولیس انچارج نے کہا ہم آپ کا مناظرہ جیل سے باہر ہی کرائیں گے۔

دوسرے روز حسب معمول فریقین جمع ہوئے گڑ بڑ کے اندیشہ کے تحت مناظرہ گاہ میں داخلہ کی عام اجازت نہیں تھی۔ جانبین کے پچیس پچیس چیدہ اور چنیدہ علماء معاونت کے لئے اسٹیج پر موجود تھے۔ سائل و مجیب کی حیثیت سے بریلوی مناظر جناب مولانا ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اور اہل حدیث مناظر جناب صفی الرحمٰن صاحب اعظمی استاذ مرکزی دار السلام بنارس تھے تحریری مناظرہ تھا۔ وقت مقرر تھا تحریری سوال و جواب کا تبادلہ ہوتا رہا اور ایک اپنی تحریر سناتا اور اپنے دستخط کر کے فریق مخالف کے سپرد کر دیتا۔ دونوں کی تقاریر ٹیپ ریکارڈ میں محفوظ کی جاتی رہیں۔ مناظرہ ختم ہونے کے بعد ہم ایک مکتب فکر کے شائقین۔ یہ ٹیپ ریکارڈ سنا۔ ناظرین نے یکم دسمبر کے ترجمان میں پڑھا ہوگا ٹیپ ریکارڈ سن کر ہم اگھر والوں نے مع وم افراد کے اہل حدیث ہونے کا اعلان کیا۔

فللہ الحمد ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب

شاید کچھ لوگ یہ سمجھیں کیا ہی خیال ہے کہ یہ بریلوی حضرات نے اپنے سابق عقائد سے توبہ کرکے صراط مستقیم پر گامزن ہونا کا فیصلہ کیا ہے۔ ان کے نام مع ولدیت اور سکونت دفتر میں آ چکے ہیں ناظرین ان کو اسی شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

ہم نے یہ رہا کیا ہے کہ عوام فطرۃً حق کے طالب ہوتے ہیں اور سچے مسلمان بننے کی تڑپ رکھتے ہیں۔ لیکن جو خود غرض لوگوں کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں وہ ان کو غلط راستے پر لگا دیتے ہیں۔ ہماری ان طالبین حق سے درخواست ہے کہ وہ قرآن و احادیث کی مجالس میں بلا تعصب و غیر جانبدارانہ ہو کر شرکت کریں۔ اور غور سے دیکھیں کہ خدا اور رسول سے کتنی محبت کی باتیں کہی جاتی ہیں یا خدا اور رسول سے رشتہ تعلق قائم کرنے کی باتیں کہی جاتی ہیں۔

ہماری کوشش ہے کہ مناظرہ بجرڈیہہ کے کیسٹ کا پی ہو جائیں اور مختلف شہروں میں مختلف اجتماعات میں ان کو سنایا جائے امید ہے کہ حق و باطل میں تمیز کرنے والے ضرور راہ یاب ہوں گے۔ ابولہب اور ابوجہل جیسے شریر اور سرکش خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھے اسی قبیل کے لوگ ہر زمانہ میں موجود ہوں گے ان سے راہ راست پر آنے کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

مناظرے ہمیشہ سے ہوتے چلے آئے ہیں بعض مناظروں کے بہتر نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ اصل میں مناظرہ حق ثابت کرنے کے لئے کیا جاتا ہے دونوں فریق کی یہ نیت ہوتی ہے کہ حق کی بات حق ہو تو اسے بلا چون و چرا تسلیم کر لیا جائے گا۔ ایسے مناظرے نتیجہ خیز ہوتے ہیں اور اگر دونوں فریق یا ایک فریق نے مرغے کی ایک ٹانگ کی پالیسی پر عمل کر لیا وہ اصل میں مناظرہ نہیں ہے بلکہ مجادلہ اور مکابرہ ہے۔ اسی قسم کے مناظرے ختم ہو گئے ہیں اور ہر فریق کہتا ہے کہ ہم جیتے اور وہ ہارے۔ مناظرہ بجرڈیہہ تحریری تھا اور اس کو ٹیپ بھی کیا گیا تھا کسی ایک بات پر

بقیہ بابُ القرآن

خوفناک و باعظمت بنانا مقصود تھا
(۳) ملکہ سبا بھی کہ حضرت سلیمان ان کو پانی میں غرق کیا چاہتے ہیں۔
(ترجمہ تفسیر کبیر ۵-۸۹)

یہ تاویلیں اگر صحیح ہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملکہ سبا کو مرعوب کرنے اور اس کے دل پر اپنی ہیبت وعظمت کا سکہ بٹھانے کے لئے شیش محل تعمیر کرایا ہوگا۔ ملکہ سبا نے دیکھ کر پانی سمجھی اور یہ خیال کیا کہ سلیمان نے دھوکہ کی بیماں بلا کر تو مجھے غرق کیا جاتا ہے۔ اس خیال کے آتے ہی ساق عریاں کردی یعنی غیظ و غضب میں آگئی۔ پھر اگلی ناراضی و ناخوشی جو ہیبت تھی سخت ہوگئی خطرہ پیدا ہوگیا حضرت سلیمان نے یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا یہ پانی کا حوض نہیں ہے شیش محل کا سراب ہے ملکہ یہ سن کر کھسیانی اپنی بدگمانی سے پشیمان ہوئی اور کہا

رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

میرے پروردگار! میں نے دیدہ بدگمانی کرکے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اب میں سلیمان کے ساتھ جو رب العالمین کے لئے مسلمان ہوتی ہوں۔

"یہ مطلب اگر صحیح ہے تو حضرت سلیمان پر یہ اعتراض بھی وارد نہیں ہوسکتا کہ انہوں نے کیوں ایسی ترکیب کی کہ ایک پرائی عورت اپنی پنڈلیاں کھول دے اور وہ اسے دیکھیں جب ایسا ہی نہیں ہوئی تو جواب دینے کے لئے کسی تاویل کی کیا حاجت؟"
(نگارشات آزاد صفحہ ۱۶۶-۱۶۷)

"الحرب فی الاسلام" والے مضمون میں سورۂ محمد کی معرکۃ الآرا آیت — فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا — کی تفسیر میں مولانا آزاد فرماتے ہیں۔

اس آیت میں حرب سے مراد جنس حرب و نفس جنگ ہے نہ کوئی خاص جنگ جو کسی قوم اور کسی زمین سے مخصوص ہو۔ امام رازی نے تفسیر کبیر میں خود یہی بحث چھیڑی ہے اور نہایت عمدہ جواب دیا ہے۔

قرآن میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہ گاؤں سے پوچھ۔ لیکن فی الحقیقت وہاں مقصود وہی ہے کہ گاؤں والوں سے پوچھو اور مجازاً سوال کی نسبت خود گاؤں کی طرف کردی گئی۔ کیا یہ آیت بھی اسی قسم کی آیت ہے؟ اور کیا حتیٰ تضع الحرب اوزارھا سے بھی مقصود اصل لڑائی کے وجود کا خاتمہ نہیں ہے بلکہ کسی خاص قوم کی لڑائی کا یا کسی محدود رقبۂ زمین کے جنگ و جدال کا؟

"ہاں بظاہر یہ احتمال پیدا ہوتا ہے لیکن اگر غور و فکر سے کام لیا جائے تو واضح ہوجاتا ہے کہ مقصود الٰہی یہ نہیں ہے اور دونوں آیتوں کے طرز بیان میں فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تضع الحرب فرمایا ہے اور یہ جب ہی ہوسکتا ہے جب جنگ بکلی موقوف ہوجائے اور اہل فساد کی کوئی جماعت ایسی باقی نہ رہے جو حرب و قتال کرسکے پس اس آیت سے مقصود عام طور پر جنگ کا انسداد ہے نہ کہ کوئی خاص جنگ۔ اگر کوئی خاص جنگ مراد لی جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ لڑائی کا وجود اور مادہ تو دنیا میں باقی ہے مگر صرف کسی ایک جماعت کی لڑائی کا خاتمہ ہوجائے لیکن اگر ہم خاتمہ جنگ کو کسی خاص جماعت و زمین کی جگہ وجود جنگ ہی کی طرف منسوب کردیں تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اب دنیا میں جنگ کا وجود ہی باقی نہ رہا (تفسیر کبیر)"
(انتخاب الہلال ص ۲۰۹-۲۱۰)

ایک اور مقام سورۂ آل عمران کی آیت كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ہے "صدائے حق" نامی مضمون میں اس کے بعض نحوی نکتوں کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں

"دوسری آیت میں آئی لے المعروف اور المنکر پر الف لام استغراق کے لئے آیا تاکہ بقول امام رازی معروف اور منکر میں کوئی تخصیص اور تحدید باقی نہ رہے اور ظاہر ہوجائے کہ وہ ہر نیکی کے لئے آمر اور ہر بدی کے لئے ناہی ہیں۔ تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۲۳۵"
(مضامین الہلال صفحہ)

اسی طرح سورۂ بقرہ کی آیت وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا کے متعلق مولانا آزاد امام رازی کا ذکر جذبۂ امتنان و تشکر کے ساتھ کرتے ہیں۔

"امام علامہ رازی کا ہمیشہ ممنون ہونا پڑتا ہے کہ وہ ہر آیت کے متعلق طرح طرح کی توجیہات جمع کردیتے مگر پھر بھی ایک نہ ایک ایسی توجیہ ضرور ان میں موجود ہوتی ہے جو اصل حقیقت سے پردہ اٹھا دیتی ہے اور وہی خود ان کی ذاتی رائے ہوتی ہے اس آیت کے متعلق بھی انہوں نے دوسرے قول کو بیان کرتے ہوئے جو کچھ لکھ دیا وہ بالکل صاف اور غیر پیچیدہ ہے
جلد اول صفحہ ۳۳۵ (مضامین الہلال صفحہ)

آل عمران کی ایک اور آیت وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ میں من کے محل استعمال کے متعلق مولانا آزاد سورۂ حج کی آیت (۳۰) سے استدلال کرتے ہیں۔

"خود قرآن میں ایک موقع پر فرمایا ہے فاجتنبوا الرجس من الاوثان۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بتوں کے علاوہ اور کسی شے کی ناپاکی سے پرہیز کیا جائے۔ غرضیکہ یہاں من افادۂ معنی تبیین کرتا ہے نہ کہ تبعیض، امام رازی نے دوسرے قول کو بیان کرتے ہوئے اس پر کافی بحث کی ہے۔ (مضامین الہلال صفحہ ۲۳۵)"

مولانا آزاد امام رازی کی بعض خوبیوں اور خصوصاً ان کی علمی دیانت کا ذکر ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

"(معتزلہ کے) اقوال و آثار کا بڑا سواد تفسیر کبیر میں بھی ہے۔ امام صاحب باوجود اشعریت کے پرجوش نقیب و داعی ہونے کے یہاں معتزلہ سے کوئی خاص کاوش نہیں رکھتے اور ان کے اقوال و توجیہات آیات بہتر نہایت بے لاگ طریق پر نقل کردیتے ہیں۔ بسا اوقات ترجیح بھی دے دیتے ہیں اور اہل تحسین سے باز نہیں رہ سکتے۔ علی الخصوص ابو مسلم اصفہانی کی تفسیر و توجیہ بے شمار مقامات میں نقل کی ہے جنہیں ان کو حکماء اسلام کے لقب سے ملقب کرتے ہیں کہیں "نظار و عقلاء" لقب دیتے ہیں کوئی صورت بمشکل ایسی ہوگی جس کی تفسیر میں نقل و حکایت سے خالی ہو۔"
(آزاد کی کہانی صفحہ)

امام رازی کے اقوال کے نقل یا ان سے اتفاق یا ان کی تعریف پر مشتمل مذکورہ بالا مثالوں کے بعد بھی یہ دیکھنا ہے کہ تصویر کا دوسرا رخ کیا ہے اور مولانا ابو الکلام نے امام صاحب پر کیا تنقید کی ہے تفسیر قرآن کے ادوار کے سلسلہ میں مولانا مرحوم تحریر فرماتے ہیں۔

"تفسیر قرآن کا پہلا دور وہ ہے جب علوم اسلامیہ کی تدوین و کتابت شروع نہیں ہوئی تھی۔ دوسرا دور تدوین و کتابت سے شروع ہوتا ہے اور سارے مختلف عہدوں اور طبقوں میں اترتا آتا ہے ہم محسوس کرتے ہیں کہ ابھی دوسرا دور شروع ہی ہوا تھا کہ یہ جامہ (وضعیت) قرآن کے لئے بننا شروع ہوگیا لیکن اس کا منتہائے بلوغ فلسفہ و علوم کی ترویج و اشاعت کا آخری زمانہ ہے یہی زمانہ ہے جب امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر لکھی اور پوری کوشش کی کہ قرآن کا سراپا اس مصنوعی لباس وضعیت سے آراستہ ہوجائے۔ اگر امام رازی کی نظر اس حقیقت پر ہوتی تو ان کی پوری تفسیر نہیں تو دو تہائی حصہ یقیناً بیکار ہوجاتا۔"

منطقی مفسرین کی مشکل پسندی نے انہیں بھول بھلیاں میں پہنچا دیا اور اس کدوکاوش کا حاصل کچھ نہ نکلا۔ مولانا لکھتے ہیں۔

"لیکن ہمارے مفسروں کو فلسفہ و منطق کے انہماک نے اس قابل ہی نہ رکھا کہ کسی حقیقت کو اس کی سیدھی سادی شکل میں دیکھیں اور قبول کرلیں انہوں نے انبیاء کرام کے لئے بڑی فضیلت اسی میں سمجھی کہ انہیں منطقی بنا دیں اور قرآن کی ساری عظمت اسی میں نظر آئی کہ اس کی ہر بات ارسطو کی منطق کے ڈھانچے میں ڈھلی ہوئی نکلے۔ اس سانچے میں وہ ڈھل نہیں سکتی تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن کے دلائل و براہین کی ساری خوبی اور دلنشینی طرح طرح کی بناوٹوں میں گم ہوگئی حقیقت تو گم ہو ہی چکی تھی لیکن وہ بات بھی نہ رہی جو رنگ بنانی چاہتے تھے کیونکہ وہ ایرادات کے بے شمار ردو اور سکتے تھے۔ ان کے کھولنے میں تو امام رازی کا ہاتھ بہت تیز نکلا لیکن بند کرنے میں تیزی نہ دکھا سکے۔"
(مقدمہ ترجمان القرآن جلد اول صفحہ ۱۵)

(باقی آئندہ)

بیادگار اجلاس عام لوکمانہ ضلع بستی
کانفرنس ۱۹۶۱ء
۶۰ صفحات پر مشتمل کانفرنس کی روئیداد معلوماتی مضامین عمدہ نظمیں۔ ضرور مطالعہ فرمائیں۔
قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے
منیجر اخبار ترجمان ۲۱۳۷ پریس اسٹریٹ
صدر بازار دہلی

سعودی عرب کے اقتصادی اور تعلیمی منصوبے

مشرقی دنیا میں سعودی عرب ایک بڑے تیلی ملک کی حیثیت سے ابھر رہا ہے اس کی وجہ تیل کی وہ دولت ہے جس سے ملک کی ان بڑی اقتصادی منصوبوں کی تکمیل ہو رہی ہے۔ شروع میں سعودی عرب کے سامنے یہ ایک مشکل مسئلہ تھا کہ اس بے شمار دولت کو کس طرح استعمال کیا جائے۔ لیکن جلد ہی سعودی لیڈروں کی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ اس دولت کو ملک کو طاقتور بنانے اور عوام کی فلاح و بہبود کے منصوبوں پر خرچ کرنا چاہئے اور بیک وقت تعلیم اور صنعت سے متعلق بہت سے عظیم منصوبوں پر کام شروع کر دیا گیا۔ ذیل میں ہم ان کا مختصر خاکہ پیش کرتے ہیں

مسلمانوں کے دو عظیم ترین مقدس مقامات خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کی توسیع و مرمت کے لئے سعودی عرب نے خاص طور پر توجہ کی جہاں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد عقیدت اور ادائی فریضہ کی غرض سے ہر سال پہنچتی ہے خانہ کعبہ جس کا رقبہ بیس ہزار مربع میٹر تھا اس کو توسیع کر کے ایک لاکھ ساٹھ ہزار مربع میٹر کر دیا گیا ہے اور اس طرح اس میں تین لاکھ افراد بیک وقت نماز ادا کر سکتے ہیں۔ ایک نئی مسجد جو تعمیر کی گئی ہے وہ جامع طرز سنگ مرمر سے مزین کی گئی ہے۔ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کو بھی بہت بڑے پیمانے پر توسیع کی گئی ہے اور اس کو بے مثال خوبصورت بنایا گیا ہے اور دنیا کے مختلف حصوں سے آنے والے زائرین کے آرام و سہولت کے انتظامات کئے گئے ہیں۔ مسلم ممالک کے ذریعہ خیمہ بستیوں کی تعمیر ہو رہی ہے پسماندہ آبادیوں کو بہتر علاقوں میں منتقل کرنے کے منصوبوں سے اس کا اندازہ ہوتا ہے۔ سعودی حکومت ملک کی تعمیر و ترقی کے کاموں میں بے حد دلچسپی لے رہی ہے اس کے علاوہ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، جدہ اور قصبات مثلاً دمام، خوبر، طائف، ابہا، بریدہ، دیرن اور ہیرار یکے بعد دیگرے تیزی سے تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ آبادی میں اضافہ کے ساتھ ہی صنعتی ترقی کی طرف بھی خاص طور سے توجہ دی جا رہی ہے۔

سعودی عرب کا پہلا پانچ سالہ منصوبہ ۱۹۷۵ء میں مکمل ہوا ہے اس کی بدولت دوسری چیزوں کے علاوہ جو پانی کے سسٹم میں انقلابی تبدیلیاں عمل میں آئی ہیں اور اس سے متعلق شہری زندگی میں پیش آنے والی رکاوٹوں کو دور کر دیا گیا ہے۔ تجارت اور سیاحت کے سسٹم میں موثر طور پر اصلاحات کی گئی ہیں۔ گیارہ ہزار کلومیٹر سڑکیں بنائی گئی ہیں اور سات ہزار کلومیٹر ...... کی دوسری سڑکیں تعمیر کی گئیں جو راجدھانی سے اور حصوں کو ملاتی ہیں ۵۰۰ کلومیٹر لمبی ریلوے لائن تعمیر کی گئی جو مشرقی حصے کو ریاض سے ملاتی ہے۔ تین بندرگاہوں جیسے دمام اور ینبع بحر پر جدہ اور ینبوع پر رسل و رسائل کی سہولتوں میں اضافہ کیا گیا ہے۔ مشرقی اور مغربی ساحل پر دو نئے بندرگاہوں کی تعمیر ہو رہی ہے جب کہ جیزان اور ینبع بندرگاہوں کی اہمیت دمام اور جدہ بندرگاہوں کی طرح بڑھا دی گئی ہے۔ فضائی سروس میں اضافہ کی وجہ سے جدید اور اعلیٰ طرز کے خوبصورت ہوائی اڈے تعمیر کئے گئے ہیں۔ بہت سے شہروں میں خودکار ٹیلیفون سسٹم قائم کیا گیا ہے اور دو بڑے شہروں جدہ اور ریاض میں ٹیلیفون اور ٹیلیگرام کا براہ راست سلسلہ قائم کیا جا رہا ہے۔ بین الاقوامی خبر رسانی کے سلسلے میں بھی بہتری لائی جا رہی ہے اور اس مقصد کے لئے ٹیلکس سسٹم پھیلایا جا رہا ہے جس کی دو ہزار سے زیادہ لائنیں بہت جلد مکمل ہو جائیں گی۔ ڈاک و تار کی سروس بھی معمول کے مطابق اطمینان بخش ہے تاہم زائرین کی آمد کا اس پر بھی اثر پڑتا ہے آمد و رفت کے لئے اگرچہ سیکڑوں اور ہزاروں موٹر کاروں اور بسوں کا انتظام ہے تاہم ملک میں اندرونی آمد و رفت کے لئے خاصی بڑی تعداد میں لوکنگ ہوائی جہازوں کا حکومت نے انتظام کیا ہے۔ جدہ، ریاض اور ظہران سے تقریباً تیس بیرونی ملک کے لئے اڑانیں ہوتی ہیں اور بیس ہوائی اڈے اندرون ملک آمد و رفت کے لئے باقاعدہ استعمال ہو رہے ہیں جہازوں کے پائلٹ اچھے تربیت یافتہ، ہیڈ ار سٹور، موسم شناس اور ہوا کا تعین کرنے والے جدید آلات کی پوری طرح دیکھ بھال کی جاتی ہے۔

سعودی عرب میں ابتدائی تعلیم اگرچہ لازمی ہے لیکن سعودی اقتدار سے پندرہ برس پہلے تعلیم کی طرف بہت کم توجہ دی گئی لیکن اب تعلیم کا پورا انتظام بہتر بنایا جا رہا ہے اور ملک میں پرائمری اور مڈل سے تعلیمی اداروں کی تعداد چار ہزار سے زیادہ ہو چکی ہے۔ ۱۹۷۸ء کے قومی بجٹ میں تعلیم کے لئے مجموعی بجٹ کا ۱۳ فیصد مخصوص کیا گیا تھا اور اس کے بعد تین برس میں بجٹ بھی تناسب رہا۔

اسلامی تعلیم

اسلامی تعلیم کے لئے مدینہ یونیورسٹی اور ریاض میں امام محمد بن سعود یونیورسٹی کے قائم ہونے کے بعد سعودی عرب میں اسلامی اداروں کے قیام کی عالم اسلام کی خواہش پوری ہو گئی ہے وہ ہر ادارہ ہیں ان میں دینیات سے متعلق یونیورسٹی سے بھی اچھے نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ جدہ اور ریاض میں لڑکیوں کے دو کالجوں کو یونیورسٹی کا درجہ دے دیا جائے گا۔ اعلیٰ تحقیقات کے لئے حکومت مکمل تعاون دے رہی ہے اور گزشتہ دو سالوں میں بہت سے طلبہ نے فلسفہ کی ڈگری حاصل کی ہے جن میں عورتیں بھی شامل ہیں۔ طلبہ کو تعلیم و ٹریننگ حاصل کرنے اور ریسرچ کے لئے غیر ممالک جانے پر کوئی پابندی نہیں ہے مسلم ممالک سے یا کسی دوسرے ملک سے سعودی عرب میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کو اسکالرشپ اور سفر کا خرچ دیا جاتا ہے۔

نوجوانوں میں تعلیم سے دلچسپی پیدا کرنے کے لئے حکومت مختلف پروگراموں کے ذریعہ نوجوانوں میں اس بات کا احساس پیدا کر رہی ہے کہ مستقبل میں خوشحالی حاصل کرنے کے لئے تعلیم کا حصول ان کے لئے نہایت ضروری ہے بیس ہزار کی آبادی والے شہروں میں سماجی ترقی سے متعلق ادارے قائم کئے گئے ہیں جہاں مختلف پیشوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا گیا ہے اور اس طرح نوجوانوں کو کام میں لگا کر ان کا وقت ضائع ہونے سے بچا لیا جاتا ہے اسی طرح یوتھ ویلفیئر ڈائریکٹوریٹ مختلف کھیلوں کا انتظام کرتا ہے اور انہیں بیرون ملک کھیلنے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ بہتر کھلاڑیوں کی تربیت کے لئے اچھے اور ماہر کھلاڑیوں کو باہر سے لایا جاتا ہے۔ عرب کے روایتی کھیلوں میں تیراکی، گھوڑ دوڑ اور اونٹ دوڑ جیسے کھیلوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

حفظان صحت

عوام کی صحت کے تحفظ کے کاموں کو حکومت خاص طور سے اہمیت دیتی ہے ملک کے تمام باشندوں کے حفظان صحت اور علاج معالجے کی سہولتیں قابل رشک ہیں ملک کے عوام کو وبائی بیماریوں سے بچانے کے لئے سرحدی علاقوں میں ۳۳ قرنطینہ پوسٹ قائم کئے گئے ہیں جہاں باہر سے آنے والے زائرین اور مسافروں کو رکھا جاتا ہے ریاض میں شاہ فیصل اسپتال جو ۱۹۷۵ء میں کروڑ کی لاگت سے مکمل ہوا ہے دنیا میں قابل دید عمارت ہے۔ اسی طرح گرمی سے پیدا ہونے والی بیماریوں کا ایک بہت بڑا اسپتال جدہ میں قائم کیا گیا ہے جہاں باہر سے آنے والے زائرین اور مسافروں کو رکھا جاتا ہے ریاض میں شاہ فیصل اسپتال جو ۱۹۷۰ء میں کروڑ کی لاگت سے مکمل ہوا ہے دنیا میں قابل دید عمارت ہے اسی طرح گرمی سے پیدا ہونے والی بیماریوں کا ایک بہت بڑا اسپتال جدہ میں قائم کرنے کا منصوبہ ہے۔

دو سال پہلے ملک میں ۷۰۰۰ بستروں کی گنجائش رکھنے والے ۶۷ اسپتال، ۲۱۵ شفاخانے اور ۶۰۰ حفظان صحت سے متعلق ادارے قائم کئے گئے جہاں کے ۲۰۰۰ ڈاکٹروں اور چار ہزار نرسوں کی خدمات حاصل کی گئیں۔ یہ تمام ادارے وزارت صحت کے تحت کئے گئے اس کے علاوہ وزارت دفاع امور داخلہ اور وزارت تعلیم کے تحت کام کرنے والے اسپتال بھی موجود ہیں جو فوج اور سیکیورٹی فورس کے علاوہ عوام کی بھی خدمت کرتے ہیں ان اسپتالوں میں پانچ سو ڈاکٹر کام کرتے ہیں۔ ۱۹۸۰ء کے آخر تک تقریباً ۹ نئے اسپتال اور سو شفاخانے قائم کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ حفظان صحت سے متعلق جدید معلومات اور ہدایات کی ٹریننگ کے لئے جدہ ریاض اور ... میں تین مرکز کھولے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ جدہ ریاض، ہفوف اور جیزان میں نرسوں کی ٹریننگ کے لئے بھی چار مرکز قائم کئے گئے ہیں

(بشکریہ ریڈینس)

پندرہ روزہ ترجمان
میں اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو مقبول بنائیے

جناب ابو علی صاحب اثری

شہید کربلا میری نظر میں

نوعیت و کیفیت کے اعتبار سے شہادت کے مختلف درجات ہیں۔ سب سے بڑا درجہ ان شہداء کا ہے جو غزوۂ بدر میں شہید ہوئے۔ ان کے حدیثوں میں بڑے فضائل ہیں۔ ان کے بعد شہداء کا درجہ ہے جو غزوۂ احد میں شہید ہو کر خاک و خون میں تڑپے۔ انہیں میں آپ کے عزیز ترین چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں جن کو نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا ان کے اعضاء کا مثلہ کیا گیا اور ہندہ نے غیظ انتقام میں آپ کا کلیجہ چبا لیا۔ یہ تاریخ اسلام کا اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایسا ہی دردناک واقعہ ہے جس کو سن کر کون ایسا ہے جو تڑپ نہ جائے۔ اسی طرح کا ایک دردناک واقعہ حضرت عثمان کی شہادت کا بھی ہے ان کو کاشانۂ خلافت میں جس بے دردی، ظلم و شقاوت سے شہید کیا گیا حق ہے کہ اس پر بھی خون کے آنسو بہائے جائیں۔ حضرت عثمان سے حضور کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے منسوب تھیں ایک حضرت رقیہ اور ایک حضرت ام کلثوم اسی سے آپ کا لقب ذو النورین بن گیا تھا۔ یہ فضیلت صحابہ میں کسی کو حاصل نہیں تھی۔ بدبختوں نے حضور کے اس رشتہ کا بھی خیال نہیں کیا اور حریم خلافت میں گھس کر جب کہ آپ تلاوت قرآن پاک فرما رہے تھے اور ان کی اہلیہ محترمہ حضرت نائلہ ان کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں حملہ کر کے شہید کر دیا۔ اس کشمکش میں حضرت نائلہ کی انگلیاں بھی شہید ہو گئیں۔ یہ واقعہ بھی اپنی سنگینی اور المناکی کے لحاظ سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ اس کی بھی جب یاد آتی ہے دل تڑپ جاتا ہے آنکھیں خونبار ہو جاتی ہیں۔ کلیجہ شق ہو جاتا ہے ضرورت ہے کہ جب شہادت حسین کا ذکر آئے تو اس کے ساتھ ساتھ ان شہداء راہ حق کا بھی ذکر ضرور کیا جائے۔ ان واقعات کو غم حسین میں جو تاریخ اسلام میں اپنی سنگینی اور المناکی کے لحاظ سے سب سے دردناک واقعہ ہے اس طرح بھلا دیا گیا ہے کہ گویا سرے سے وقوع پذیر ہی نہیں ہوئے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی صحیح ہے کہ کربلا کے واقعات کی سنگینی، المناکی اور بعض جزوی واقعات کے لئے مستحب ہے کتنا ہی کیوں ماتم و شور کرنا

ہو لیکن دشت کربلا کا واقعہ اپنی سنگینی و المناکی ہولناکی ظلم و شقاوت کے لحاظ سے سب سے بڑھ گیا ہے۔ مقدم الذکر شہداء سے آپ کا کوئی خون کا تعلق نہیں تھا بلکہ عثمان تو صہری تھے لیکن حضرت حسین تو حضور کے نواسے تھے جن کے بارے میں بڑے فضائل آئے ہیں۔ ان کو حضور سب سے عزیز رکھتے تھے۔ جو صورت شکل اور رنگ میں آپ کے بالکل مشابہ تھے جن کو دیکھ کر حضور کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ اسی جسم اطہر کو جس کو رسول کریم اپنی جان کا ٹکڑا فرماتے، اسی جگر گوشہ فاطمہ کو، اسی چہیتے نواسے کو، اسی نبیرہ ابو طالب کو، اسی نور دیدۂ علی کو ظالموں نے نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا اور انہیں کے ساتھ شیر خوار بچوں تک کو تہ تیغ کر دیا اور ذرہ بھی نہیں ترس کھایا جن کے ذریعہ ان کو اسلام کی دولت ملی اس کے لواحق کو دشت کربلا میں بھوکا اور پیاسا مار ڈالا۔ اس واقعہ ہائلہ کی تمام تر ذمہ داری حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر ہے جنہوں نے اپنے دنیا طلب عیش پسند لہو و لعب اور آزاد مشرب لڑکے کو جس کو مذہب سے کوئی سروکار نہ تھا جس کی پوری زندگی از خلوت تا جلوت عیش پسندانہ تھی ولی عہد بنا دیا۔ اور اپنی زندگی ہی میں اس کی ولیعہدی کے لئے بیعت بھی لی جس کے لئے ان کے پاس کوئی وجہ جواز موجود نہیں تھی۔ نہ اپنے لڑکے یزید کو ولیعہد بناتے نہ دشت کربلا کا واقعہ ہائلہ پیش آتا جس میں حضرت حسین کے ساتھ ستر نفوس چند ساعت میں خاک و خون میں تڑپا دیے گئے اور ظالموں کو ان پر ذرا بھی رحم نہ آیا۔ اگر جوش انتقام میں جناب مسلم کے صاحبزادوں سے کوئی لغزش ہوئی تھی کہ وہ غلط جوش میں خود ہی دوبارہ پر خطر کر بیٹھے تھے جس کے لئے اپنے باپ کے شہید ہو جانے کی وجہ سے کچھ معذور بھی تھے لیکن فوج کو تو بے قابو نہیں ہو جانا چاہئے تھا اس کو سمجھنا چاہئے تھا کہ یہ بے یار و مددگار ستر نفوس جو اپنے حسب و نسب اور فضائل و محامد کے اعتبار سے خلاصۂ کائنات تھے، فوج کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے تھے۔ ان تمام لوگوں کو فوراً فوج کی حراست میں لے لینا چاہئے تھا اور فوج کی حراست میں لینے کے بعد وہ جہاں سے آئے تھے وہیں پہنچا دینا چاہئے تھا لیکن حضرت مسلم کے

صاحبزادوں کے اقدام سے خود فوج جذبہ انتقام سے بے قابو ہو گئی۔ اور اس نے وہ کیا جس کی تاریخ بھی تحمل نہیں ہو سکتی۔ اور جس کا تسلسل بلا توقف ختم ہے۔ اور مختار ثقفی نے ان تمام لوگوں کو جن کا بھی خون حسین سے تعلق تھا نہایت عبرتناک طریقہ سے ختم کر کے رکھ دیا۔ اس حادثہ فاجعہ کے بعد جو لوگ حضرت حسین علیہ السلام پر حضرت یزید جیسے آدمی کو ترجیح دیتے ہیں وہ بلا ظلم کرتے ہیں۔ یہ ولیعہدی اور پھر حضرت معاویہ کے بعد یزید کی خلافت صرف ڈھائی سال رہی اور پھر ان کا انتقال ہو گیا اور ان کے صاحبزادے معاویہ ابن یزید کے تخت خلافت سے دستبردار ہونے کے بعد خلافت بالآخر آل مروان میں منتقل ہو گئی۔ اور اسی خاندان میں بنی امیہ کے زوال تک حکومت رہی۔ اور اس کے بعد ابو مسلم خراسانی کے ذریعہ خلافت عباسیوں کو منتقل ہو گئی۔ کاش کہ حضرت معاویہ کو اپنی زندگی ہی میں یہ احساس ہو گیا ہوتا کہ وہ اپنے جس بیٹے کے لئے منصب خلافت راشدین کے خلاف یہ کوشش کر رہے ہیں وہ ان کے انتقال کے بعد چند برس سے زیادہ زندہ نہیں رہے گا اور اس کے بعد اس کا لڑکا معاویہ جو تخت پر بیٹھے گا وہ بھی کچھ دنوں کے بعد تخت کو خیرباد کہہ دے گا۔ تو کیا عجب ہے کہ وہ یہ اقدام نہ کرتے اور اس طرح سے ہزاروں اور لاکھوں آدمیوں کا خون نہ بہتا۔

یہ عجیب بات ہے کہ جب حضرت حسین کے قافلے نے کوفہ جانے کا ارادہ کیا تھا تو یزید کی حکومت نے آغاز ہی کو مدینہ ہی میں کیوں نہ روک لیا۔ اگر مکہ پہنچ گیا تھا تو کہیں روکا جا سکتا تھا اور وہاں سے نکل کر اس نے کوفہ کا رخ کیا تھا تو ہر منزل پر پہنچ کر اس کی مزاحمت کی جا سکتی تھی اور اس کو واپس لایا جا سکتا تھا کوفہ تک تو جانے کی اس کو ہرگز اجازت دے دی گئی اور وہ کربلا تک پہنچ گیا تو وہاں گھیرے میں لے کر ان چند نفوس پر مشتمل قافلہ کو فوج کی حراست میں مکہ پہنچایا جا سکتا تھا جس کے لئے حضرت معاویہ کی قائم کی ہوئی منظم و منضبط فوج کی راہ میں کوئی دشواری نہیں تھی۔ آخر اس کا مظاہرہ کیوں کیا گیا جب کہ اور

صورتیں بھی اختیار کی جا سکتی تھیں۔ اس واقعہ پر جس نوعیت سے بھی ہم غور کرتے ہیں اس کی تمام تر ذمہ داری یزید، اس کی منتظم حکومت پر، اس کے گماشتوں اور عمال پر جو کوفہ کے گورنر عبید اللہ ابن زیاد پر عائد ہوتی ہے جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا چچا زاد بھائی تھا اور زیاد بن ابی سفیان کا لڑکا تھا جس کا نسب مجہول ہے اور وہ تاریخوں میں زیاد بن ابیہ کے نام سے مشہور ہے زیاد کا شمار دہاۃ عرب میں ہوتا تھا۔ وہ حضرت علیؓ کا طرفدار تھا مگر پھر معلوم نہیں کیا ہوا کہ حضرت معاویہ کا حامی ہو گیا۔ اس کا لڑکا عبید اللہ بھی بد شقی اور سنگ دل تھا اس کو آل ہاشم سے کوئی ہمدردی نہیں تھی۔ اس کے بعد عمر بن سعد پر، شمر ذی الجوشن پر جن سے وہ اللہ تعالیٰ کے مواخذہ سے نہیں بچ سکتے تھے۔ دنیا ہی میں ان سے پورا پورا انتقام لے لیا گیا۔ اور جن کا دامن بھی خون حسین سے ملوث تھا وہ مختار ثقفی کے ہاتھوں کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا۔

از مکافات عمل غافل مشو

قابل مطالعہ بصیرت افروز کتابیں

مضامین الہلال — مجموعہ مقالات الہلال کلکتہ کے مضامین
کا مجموعہ مرحوم امام الہند مولانا ابو الکلام آزاد کے رشحات قلم کا مجموعہ ہے۔ سائز ۲۰×۳۰/۱۶
صفحات ۲۲۲ قیمت ۵/۵۰

شہید اعظم — حضرت امام حسین کی شہادت عظمیٰ کی مستند تاریخ
حالات اور اسوۂ حسینی۔ سائز ۲۰×۳۰/۱۶
صفحات قیمت ۲/۵۰

اسلامی تعلیم — روزمرہ پیش آنے والی ایک سو دس ضروریات
زندگی کے آداب۔ سائز ۲۰×۳۰/۱۶
صفحات ۱۱۰ قیمت ۰/۸۰

فضائل محرم و یوم عاشوراء
ایک تنقیدی جائزہ۔ قیمت ایک روپیہ

ایمان — اللہ کی ذات و صفات ملائکہ آسمانی کتب، آخرت، جنت دوزخ، تقدیر اور ایمان کی کمی بیشی وغیرہ جیسے متعلقات ایمان کے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔
صفحات ۱۱ قیمت ۲/۰۰

پتہ

مکتبہ ترجمان، اہل حدیث منزل اردو بازار دہلی

اقبال احمد مرکزی

ہندوپاک میں عربی ادب

(۲۷) سید علی معصوم دشتکی (۲۵ھ — ۱۱۱۷)

ان کا تعلق علم و فضل اور تقویٰ و دین کے گھرانے سے تھا۔ ایام طفولیت مدینہ طیبہ میں گزارنے کے بعد حیدرآباد میں اپنے والد کے پاس چلے آئے۔ عبد اللہ قطب شاہ کی وفات کے بعد جب ابو الحسن حیدرآباد کے والی مقرر کئے گئے تو سید معصوم کے والد کے ساتھ ان کی جو چپقلش اور ذاتی عداوت تھی سید معصوم سے اس کا بدلہ لینے کے درپے ہوگئے۔ سلطان الہند عالمگیر نے اطلاع ملنے پر ابو الحسن کے پاس خط لکھ کر سید معصوم کو اپنے پاس بلایا اور تقریباً ڈیڑھ ہزار روپے کے عطیے سے نوازنے کے بعد اورنگ آباد کا محافظ اور صاحب قیود کے وقت خراج کا گورنر بنا دیا۔ موصوف ایک

مدت تک اسی منصب پر قائم رہنے کے بعد حرمین کا دورہ کرتے ہوئے عراق پہنچے وہاں سے شیراز جاکر اپنے دادا کی یادگار مدرسہ منصوریہ میں تا زیست تعلیمی خدمات انجام دیں اور اوراد و اذکار کا اہتمام کیا۔ تواریخ میں ان کی بہت سی تصنیفات ملتی ہیں عربی میں ایک مستقل دیوان بھی ہے جو نمونہ ذیل پر مشتمل ہے۔

امیر المؤمنین فدتک نفسی
لنا من شانک العجب العجاب
تولاک الاولی سعدوا ففازوا
وناواک الذین شقوا فخابوا

۲۸۔ مولانا غلام نقشبندی لکھنوی (۱۰۵۱ھ — ۱۱۲۶ھ)

... الشاعر تحریر میں ایک منفرد اسلوب رکھتے تھے ان کے کلام کو الفاظ و تراکیب کی ندرت، معانی کی جودت اور مضامین کی توانائی میں شہرۂ آفاق ملک الشعراء امرؤ القیس الکندی م ۵۶۵ م کے کلام سے عروج بخشا کیونکہ نعت و اشعار اور تاریخ عرب پر انہیں پورا درک

حاصل تھا ان کا ایک قصیدہ اپنے شیخ میر محمد شفیع کی مدح میں ہے جس کا نمونہ یہ ہے

خلیلی مل بی ... لمرقۃ جاھل
ودارۃ مستی ... فتنقل
علیہا سوار ... مطیرۃ
نعمت ... المتطفل

۲۹۔ سید عبد الجلیل بن احمد بلگرامی (۱۰۷۱ — ۱۱۳۸ھ)

آپ کو تفسیر و حدیث، تاریخ و لغت، ادب و شعر گوئی میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ عربی، فارسی، ترکی اور ہندی چار زبانوں میں ان کی تالیفات ملتی ہیں اورنگ زیب سے فرخ سیر کے دور تک شاہان دہلی کی جانب سے بخشیگر اور وقائع نویس رہے سنہ ۱۱۱۱ھ میں جس وقت اورنگ زیب نے ستارہ قلعہ فتح کیا تو مولانا نے ایک شب میں بطرز تاریخ شاہ عبد اوسطی ناصر فیروز شاہ کے نام سے گیارہ قطعات پر مشتمل ایک عربی تاریخی رسالہ تحریر کیا جس کی تاریخ مقبولیت الخلافۃ ... ہے کی تھی ان میں ایک قطعہ یہ بھی تھا

الفتح یکفی ... قد زینت
للناظرین ... ام
ھذا البدیع من التاریخ ...
عبد الجلیل بتائیدات الالہام

(مآثر الکرام دفتر (۱) ص ۲۷۵، ۲۷۶۔ سبحۃ المرجان ص ۸۹، ۸۰۔ تذکرہ ص ۲۷۴ - ۲۷۵)

۳۰۔ مولانا طفیل محمد اترولوی (۱۰۷۳ — ۱۱۵۱ھ)

موصوف بچپن ہی سے سادہ لوح اور شاعر گزرے ہیں بچپن ہی میں اپنے چچا احسن اللہ کے ہمراہ دہلی روانگی سے اور شیخ حسن حسینی نارنولی سے شرح جامی تک کی تعلیم حاصل کی وہاں سے جاجرام جاکر قاضی علاء الدین ... سید قطب شاہ آبادی اور میر مبارک بن فخر الدین بلگرامی (م ۱۰۴۳ — ۱۱۱۵) جیسے شیوخ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ سید غلام علی آزاد بلگرامی (۱۱۱۶ — ۱۲۰۰ھ) موصوف سے مستفید ہونے کی وجہ سے ان کے ... میں مولانا اگرچہ مدرسہ شعراء کی طرح

بہت نہیں کہتے تھے مگر جب کہتے تھے ان کی عمدہ گوئی میں کوئی کلام نہیں جیسا کہ ان کا نمونہ کلام خود اس پر شاہد ہے۔

قلت لہ ... الجلاد ...
فیہا الرنوا الی العشاق منفرد
فقال العینی قد جادت ...
وفی الاناث طریق ... مجرد

(مآثر الکرام دفتر (۱) مطبع مفید عام آگرہ ص ۲۵۱، ۲۵۲)

(۳۱) سید نور الدین محمد صالح احمد آبادی (۱۰۶۳ — ۱۱۵۵ھ)

شیخ موصوف تقویٰ و طہارت، ظرافت، شگفتہ مزاجی، اخلاص و رواداری اور اخلاق کے مجسمہ تھے صرف سات دن میں کشاف جیسی ضخیم کتاب کا ترجمہ اپنی والدہ سے پڑھ لیا۔ روزانہ ایک بار قرآن مجید ختم کرتے ... بار صلوٰۃ اللیل اور ہر کروٹ پر ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے ان کے خود نظم میں کسی چیز کی حقیقت بیانی ایک آسان کام تھا۔ تیس ہزار اشعار پر مشتمل سورہ بقرہ اور بارہ ہزار اشعار پر مشتمل تفسیر نورانی لسبع الثانی للبیضاوی کی۔ حواشی میں حاشیہ بیضاوی و شروح حدیث، حاشیہ عضدی، حاشیہ مطول، حاشیہ شرح المطالع، حاشیہ شرح المقاصد، حاشیہ شرح المواقف و حل العقد، حاشیہ شرح الوقایہ، حاشیہ شرح جامی، حاشیہ میبذی، حاشیہ شمسیہ جیسے اور بہت سے حواشی ان کی جانب منسوب ہیں۔

ان کی جملہ تصانیف کی تعداد اسّی سے زائد بتائی جاتی ہے مورخین نے تاریخ وفات اعلم الاقطاب سے نکالی ہے

(نزھۃ الخواطر ج ۶ ص ۳۹۰، ۳۹۱ — ابجد العلوم ص ۹۱۱)

۳۲۔ محمد اعلیٰ تھانوی

یہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر کے رہنے والے تھے ان کا شمار وقت کے نامور فضلاء میں ہوتا ہے کشاف اصطلاحات الفنون ان کی وہ مشہور تصنیف ہے جس کی حیثیت ایک انسائیکلوپیڈیا کی ہے یہ ۱۱۵۸ھ میں مکمل ہوئی۔

۳۳۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۱۴ — ۱۱۷۶ھ)

موصوف بلاد اسلامیہ کے تمام عربی مصنفین میں ایک جامع و ممتاز ہی نہیں بلکہ بے نظیر حیثیت کے مالک تھے نواب صدیق حسن خاں نے سچ کہا ہے کہ اگر شاہ صاحب قرن اول کے دور میں ہوتے تو امام وقت سمجھے جاتے۔ نیز سچ ہے

لیس علی اللہ بمستنکر
ان یجمع العالم فی واحد

آپ کے اندر بالکل بلند درجہ کی ادبی حلاوت اور حسن و جمال والی روح کا نہایت خوشگوار اور دلآویز امتزاج تھا آپ نے ایک نیا اسلوب اختیار کیا تھا آپ کا زندہ جاوید کارنامہ آپ کی شاہکار تصنیف حجۃ اللہ البالغہ ہے جس کے ابتدائی حصہ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تصنیف میں غیبی تحریک و تائید بھی شامل تھی۔ شاہ صاحب نے اس کتاب میں احکام و شرائع کے اسرار و مصالح سے بحث کی ہے۔ نیز عالم مادی، عالم روحانی کے علاوہ ایک اور عالم "عالم مثال" بھی ثابت کیا ہے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی اور بعض دیگر مصنفین کو چھوڑ کر جن کی زندگی کا اکثر حصہ عرب فضلاء کی صحبت میں گزرا کوئی دوسرا ان کا ہمسر نظر نہیں آتا جن کی تحریر شاہ صاحب کی عربی تحریر کی ہمسری کر سکے۔ سلاست، ادب کی چاشنی، سنجیدہ نگاری اور علمی تحقیقات "مقدمہ ابن خلدون" کی اس سے بالاتر نہیں اور یہ امام غزالی کی شہرۂ آفاق "احیاء العلوم" سے بہتر بھی جاتی ہے۔ آپ کے فصیح و بلیغ اشعار پر تصور ہوتا ہے کہ جیسے آپ کی پرورش ... جوار ... یا ... کی آغوش میں ہوئی ہو آپ کے اشعار کا نمونہ یہ ہے۔

کان نجوما اومضت فی الغیاھب
عیون الافاعی او رؤس العقارب
اذا کان قلب المرء فی الامر حائرا
فاضیق من تسعین رحب السباسب

۳۴۔ شیخ محمد علی اصفہانی (۱۱۰۳ — ۱۱۸۰ھ)

شیخ محمد علی اصفہانی نے اپنی زندگی کا ایک حصہ شاعری کے لئے وقف کر رکھا تھا ان کے اساتذہ و شیوخ کی فہرست کافی طویل ہے آپ تعلیم کی غرض سے شیراز، حجاز، سندھ، ملتان اور لاہور تک گئے آخر میں دہلی پہنچے اور اکتساب علم کے بعد وہیں مقیم رہے۔ ان کے کلام ہی سے ... ہندی ...

یہی وجہ ہے کہ دہلی سے اکبر آباد جاتے ہوئے موصوف نے ان کا تعاقب بھی کیا عظیم آباد پہونچنے پر راجہ رام نرائن نے ان کا خیر مقدم کیا وہاں سے بنارس پہنچے اور وہیں تا زیست مقیم رہے ان کا نمونہ کلام یہ ہے۔

ولیس علیک سواد العین مصرفا
جهانا شاہد باللہ بیج و انجمل
اسمع کلامی ودعی لامیۃ ملفت
الشمس طالعۃ تغنیک عن زحل

۳۵- حسان الہند سید غلام علی آزاد بلگرامی (۱۱۱۶-۱۱۹۴ھ)

سید غلام علی آزاد ۱۱۱۶ھ بمقام قصبہ بلگرام میں پیدا ہوئے۔ شمالی، مشرقی ہند کے صوبہ اودھ میں واقع قصبہ بلگرام میں پیدا ہوئے۔ اکثر درسی کتابیں سید طفیل محمد ۱۱۵۱ھ سے پڑھیں۔ لغت، حدیث اور عربی و فارسی اشعار کی سند اپنے نانا میر عبد الجلیل بلگرامی م ۱۱۳۸ھ سے لی۔ عروض و قوافی کا فن اپنے ماموں سے حاصل کیا ۱۱۵۱ھ میں حج کے لئے رخت سفر باندھا اور مدینہ منورہ میں رہ کر شیخ محمد حیات سندھی سے صحیح بخاری پڑھی۔ شیخ عبد الوہاب طنطاوی مصری م ۱۱۵۷ھ کے خیالات سے مستفید ہونے کے بعد طائف پہنچے اور وہاں حضرت عبد اللہ بن عباس کی قبر کی زیارت کرکے ہندوستان کا رخ کیا اور اورنگ آباد کی سرزمین کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف کیا۔ موصوف بچپن ہی سے عربی و فارسی شعر و سخن کے شیدائی تھے۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ م ۱۱۶۴ھ سے ان کے گہرے روابط تھے ۱۱۶۱ھ میں نواب آصف جاہ کی وفات کے بعد جب حکومت کی باگ ڈور ان کے ہاتھوں میں آئی تو مولانا کی شناسائی و دوستی دیکھ کر حکومت کے کسی عہدہ پر سرفراز کرنا چاہا مگر آپ نے "ہذہ الدنیا مثل خنزیر میت عرفت منہ حلال والزیادۃ علیہا حرام" کہتے ہوئے فرمایا

عصابتی اشعر الالفین سلطنۃ
وان سلوتی لنفسی نحو مقتنم . . .

عزم و حوصلہ، حریت و خودداری اور خود اعتمادی و شرافت نفس کا عنصر ان میں اس قدر غالب تھا کہ وہ جب تعاقب کہنے سے بھی احتراز کرتے تھے صرف نواب نظام الدین کی شان میں دیکھا کہ اشعار ملتے ہیں جو اس وقت کہے جب دونوں ایک ہاتھی پر سوار تھے۔

هو ناصر الاسلام سلطان الورى
القاه في الجيش المخلد سه
حاز المناقب والمآثر كلها
جبل الوقار يجيئنا ويجيبه

مولانا کی اکثر تصنیفات نظم ہی میں ملتی ہیں نیز ان میں بھی فارسی کی بہ نسبت عربی میں زیادہ مثلاً دس ہزار بیت میں شرح بخاری تا کتاب الزکوٰۃ۔ تین ہزار بیت میں شمامۃ العنبر فی ما ورد فی الہند من سید البشر اور تسلیۃ الفؤاد فی قصائد آزاد۔ چار ہزار بیت میں سند السادات فی حسن خاتمۃ السادات نو ہزار بیت میں مآثر الکرام تاریخ بلگرام دو ہزار بیت میں سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان۔ دو ہزار بیت میں غزلان الہند تین ہزار بیت میں دیوان عربی۔ ان کے علاوہ سات عربی دیوان سبع سیارہ کے نام سے لکھے جن کا یہ کا اب تک کوئی ایک دیوان بھی نہیں لکھا گیا۔

(اتحاف النبلاء ص ۳۴۳ مطبع نظامی کانپور)

نمونہ کلام ملاحظہ ہو

ادرک علیلا تماوملک یکفیه
وطرفک الناعس المرض يشفيه
كنت مالي عن الغزال تجتهد
ماكنت ادری تحول الجسم تنفيه

موصوف کی تاریخ وفات کے بارے میں مورخین کی دو رائیں ہیں ۱۲۰۰ھ اور ۱۱۹۴ھ (غلام علی آزاد (ابجد العلوم ص ۹۲۲ مطبع صدیقیہ بھوپال) کہ غلام علی آزاد (نزہۃ الخواطر ج ۶ ص ۲۰۵)

۳۶- محدث کبیر مرتضیٰ بن بلگرامی زبیدی (۱۱۴۵-۱۲۰۵ھ)

موصوف خیر آباد، دہلی، سورت حجاز، رشید، دمیاط، اسیوط و بالائی مصر کا سفر کرکے علم و فن سے سیراب ہوئے ان کی سو سے زائد تصنیفات ہیں تاج العروس فی شرح القاموس دس ضخیم جلدوں میں تقریباً پانچ ہزار صفحات پر مشتمل عربی لغت میں آپ کی وہ تصنیف ہے جو تعریف و توصیف سے بالاتر ہے جس کی حیثیت مستقل کتب خانہ کی ہے چودہ سال دو ماہ کی مسلسل جد و جہد کے بعد پایۂ تکمیل کو پہونچی اس مبارک و خوش کن موقع پر وقت کے علماء و شیوخ کو دعوت عام بھی دی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ عربی جیسے دقیق ترین لغت پر ایک ہندوستانی فرد کا قلم اٹھانا اس کی تبحر علمی، عربی دانی اور حسن لیاقت کا بین ثبوت ہے کتاب کی مقبولیت کا کیا کہنا۔ سلطان روم اور دار فور تک نے اسے مقبولیت کی نظر سے دیکھا امیر ابو محمد بیگ الذہبی نے ایک ہزار ریال صرف کرکے ایک نسخہ حاصل کیا آپ نے سید محمد ابو الانوار بن وفا کے سلسلۂ نسب میں ایک قصیدہ بھی نظم کیا ہے جس کا نمونہ یہ ہے۔

مدحت ابا الانوار الفتی محمد
ونور حظو علی من جلیل المآرب
سبحیا لسانی فی المشارق لورہ
فلاحت هواہ دیمہ لاح المغارب

(باقی آئندہ)

بجرڈیہہ بنارس کے مناظرہ پر ہمارا فیصلہ

گذشتہ اشاعت میں مناظرہ بجرڈیہہ بنارس کی مختصر روئیداد شائع کی گئی تھی جو بتایا گیا تھا کہ مناظرہ کا ٹیپ ریکارڈ سننے کے بعد ہم اکثر مع اہل و عیال ۴۹ افراد نے اہلحدیث ہونے کا اعلان کیا۔ اب ان کی تحریری شہادت دفتر میں موصول ہوگئی ہے جو حسب ذیل ہے۔ (ادارہ)

چند مہینے پہلے ہمارے محلہ بجرڈیہہ میں وسیلہ مروجہ کے مسئلہ پر اہلحدیث اور بریلوی علماء کی تقریریں ہوئیں اس کے بعد دونوں فریق میں ۲۲ سے ۲۹ اکتوبر تک مناظرہ ہوا ہم لوگوں نے پورے مناظرہ کا ٹیپ سنا۔ اہل حدیث عالم نے قرآن مجید کی بہت سی آیات سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے اور حنفی مذہب کی کتاب رد المحتار سے ثابت کیا کہ وسیلہ کے نام سے آج جو کچھ ہو رہا ہے اور جس عقیدے کے ساتھ ہو رہا ہے بعینہٖ یہی عقیدہ و عمل مشرکین مکہ کا بھی تھا۔ اس لئے وسیلہ مروجہ شرک و بدعت ہے اور قرآن حکیم میں جس وسیلہ کا حکم ہے اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر آپ کی اطاعت و اتباع کرتے ہوئے نیک عمل کا وسیلہ تلاش کرنا ہے اور یہ وسیلہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔

بریلوی عالم ہر طرح کی ہیرا پھیری کے باوجود کسی طرح بھی ثابت نہیں کرسکے کہ ان کے عقیدہ و عمل میں اور مشرکین کے عقیدہ و عمل میں کوئی فرق ہے بلکہ تسلیم کیا کہ قبروں پر نذر و نیاز کا جو کام ہوتا ہے وہ باطل، حرام اور ناجائز ہے (؟؟؟)

اس لئے ہم لوگوں نے فیصلہ کرلیا کہ اپنے آبائی مذہب سے توبہ کریں لہٰذا ہم لوگ آج سے اپنے اہل و عیال سمیت اہلحدیث ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کی پچھلی غلطیوں کو معاف کرے اور مسلک حق پر قائم رکھے۔ آمین

اعلان کنندگان

نام	پتہ	تعداد
(۱) محمد یسین ولد تپھونک	سرائے ہرجن بجرڈیہہ بنارس مع اہل و عیال	۲ عدد
(۲) محمد الیاس ولد مصطفیٰ اللہ	〃 〃 〃 〃	۳
(۳) سلیم ولد ولی محمد	〃 〃 〃 〃	۵
(۴) عبد الباری ولد عبد الخالق	〃 〃 〃 〃	۶
(۵) عبد القادر ولد بشیر احمد	〃 〃 〃 〃	۱
(۶) ولی محمد ولد اللہ	〃 〃 〃 〃	۷
(۷) بشیر احمد ولد پیر محمد	〃 〃 〃 〃	۷
(۸) مقبول احمد ولد امین الدین	〃 〃 〃 〃	۵
(۹) محی الدین ولد محمد رفیق	〃 〃 〃 〃	۲
(۱۰) حبیب اللہ ولد عطاء اللہ (دبیری)	〃 〃 〃 〃	۱
(۱۱) محمد قاسم ولد مولوی محمد شریف مرحوم	〃 〃 〃 〃	۵
(۱۲) غلام نبی ولد لالے ولد بنی	کولھوا پر 〃 〃 〃	۴
(۱۳) جمال الدین ولد ورزت	مکان نمبر ۱۸/۷۸ المدینہ 〃	۱
(۱۴) ابو الکلام ولد عبد القادر	〃 ۱۵/۱۳ 〃 〃	۱
		۴۹

پولیس کی اذیت پسندی

ہم جس دور میں سانس لے رہے ہیں، اس میں جیو اور جینے دو کو ایک عالمگیر اصول مان لیا گیا ہے۔ یہ دور اپنی تمام تر لعنتوں کے باوجود ٹراٹسکی، برٹرینڈ رسل، مدر ٹیریسا اور سرحدی گاندھی جیسے انسان دوستوں کا دور ہے۔ یہ دور مہاتما گاندھی اور کمال عبدالناصر جیسے جمہوریت نوازوں کے وجود سے سرفراز ہو چکا ہے۔ اس کے باوجود جب ہم ویتنام اور الجیریا میں آزادی کے متوالوں پر ناقابل بیان مظالم، نامکمل کمیونسٹ رہنماؤں کی اجتماعی عصمت دری اور ان کی شرمناک موت ... جیسی شرمناک داستانیں سنتے ہیں تو کلیجہ لرز جاتا ہے۔ بنگلہ دیش میں جو ہوا اس کی ہم نے مذمت کی، لیکن جب ہم یہ سنتے اور پڑھتے ہیں کہ ایمرجنسی اور اس سے قبل کے زمانہ میں نکسلائٹوں اور دوسرے سیاسی قیدیوں کے ساتھ جو مظالم ہوئے اور پولیس نے انہیں جس طرح اذیتیں دیں تو سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ انہیں الٹا لٹکا کر باندھ کر لٹکایا گیا۔ مارنا پیٹنا معمولی بات ہے۔ انہیں پیشاب پینے پر مجبور کیا گیا۔ ان کے جسموں کو جلتے ہوئے سگریٹوں سے داغا گیا۔ ہاتھ پاؤں توڑ دیئے گئے۔ کان کے پردے پھاڑ ڈالے گئے۔ اور ان میں سے کئی کو اقبالِ جرم کے لئے معذور و معطل بنا دیا گیا۔

عورتوں کے ساتھ تو ایک ہی سلوک کیا جاتا ہے۔ سوا اس میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی۔ یہ سب واقعات سن کر ایسا لگتا ہے کہ سارے میں ہیروں، رشیوں، منیوں اور اولیاء و اخیار کی محنت اکارت ہو چکی ہے۔ انسان کے اندر چھپے ہوئے وحشی کو راہ پر لانے کے لئے انجیل، توریت، وید، پران، گیتا اور قرآن نے آسمانی نور زمین پر بکھیر دیا تھا، وہ وحشی آج بھی اپنی تمام بہیمیت کے ساتھ زندہ ہے۔

ظاہر ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا ان سے پولیس کی کوئی ذاتی دشمنی نہیں تھی۔ کوئی براہِ راست نظریاتی اختلاف بھی نہیں تھا کہ جالب پولیس کا ایک ذرہ حصہ جالب ہو کہ بحث میں کی طرح ہی کسی بھی نظریے سے مل کر ہے۔ پھر یہ ساتھ کیوں؟ پولیس یہ کہہ کر بچ نہیں سکتی کہ وہ تو بالائی حکام کی تابعداری کر رہی تھی۔ سرکار یہ بدلتی رہتی ہیں جن پر آج ظلم ہوا ہے کل وہ حکمران ہو سکتے ہیں۔ تو کیا پولیس ان کے دشمنوں کے ساتھ بھی وہی سلوک کرے گی؟ اگر کرے گی تو غلط کرے گی۔ صاف ظاہر ہے کہ ان حرکتوں کے ذریعہ "تابعداری" کی آڑ میں اپنی نفسیاتی اذیت پسندی کی بھی تسکین کرتی ہے۔

مطلب یہ نہیں کہ پولیس والے وحشی ہو گئے ہیں۔ آخر وہ بھی تو ہماری طرح انسان ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ پولیس کی ٹریننگ کے نظام میں کوئی گڑبڑ ہے۔ غالباً انہیں ٹریننگ اس طرح دی جاتی ہے کہ وہ عوام کے ہمدرد یا دوست بننے کے بجائے ان کے دشمن بن جاتے ہیں۔ عوام اور پولیس میں آزادی کے تیس سال بعد بھی اتنی دوری کی وجہ بھی یہی ہے۔ تھرڈ ڈگری کی ایک تربیت ہی تو ہے اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ بعض معاملات میں تھرڈ ڈگری یا ویسا کار روائی کے بغیر کام نہیں چل پاتا تو بھی سیاسی معاملات اس کی ذد میں ہرگز نہیں آتے۔ ایک عام خیال ہے کہ پولیس گواہ اور ثبوت مہیا کرنے میں اپنی محنت بچا لینے کے لئے تھرڈ ڈگری کا سہارا لیتی ہے۔

آج بہت سے لوگ دیکھیں کہیں محض فیشن کے طور پر یہ کہتے ہیں کہ عوام میں سیاسی شعور نہیں۔ کچھ دوسرے لوگ گردن اکڑا کر یہ بھی کہتے ہیں کہ سیاست گندی چیز ہے حالانکہ ان کی ذاتی زندگی سیاست کا اکھاڑا ہوتی ہے۔ دفتروں میں کارخانوں میں تجارتی گھرانوں میں سیاست کسی نہ کسی روپ میں کہاں نہیں ہوتی؟ یہ دونوں باتیں کہنے والے یہ بھول جاتے ہیں کہ دراصل ان کے دل میں ایک خوف ہوتا ہے جسے اس قسم کے واقعات اور بڑھا دیتے ہیں جو انہیں سیاست سے لاشعوری طور پر الگ رکھتا ہے۔ سیاست بجائے خود گندی چیز ہے اور نہ کوئی لعنت۔ لیکن ان ہی حرکات اس قسم کے مصائب لوگوں کو اپنی رائے بدلنے پر مجبور کر دیتے ہیں اگر آج سیاست کی راہ سے یہ کانٹے ہٹا دیئے جائیں تو حالات کا رنگ بدل جائے گا۔

سیاسی قیدیوں پر اس طرح ظلم کر کے آخر کیا حاصل کیا جاتا ہے؟ ثبوت، ان کے جرائم کا اعتراف؟ یہ بچگانہ باتیں ہیں کسی بھی سیاسی قیدی کی زندگی کھلی کتاب ہوتی ہے اور اس کے اصول عالم آشکار۔

اگر یہ کہا جائے کہ اس طرح اس کے ساتھیوں کا پتہ پوچھا جاتا ہے تو بھی غلط ہے کیونکہ کوئی بھی سیاسی قیدی ان معنوں میں عوام کے لئے خطرہ نہیں ہوتا جس طرح ایک عام قاتل یا ڈاکو ہو سکتا ہے۔ سیاست کا جواب صرف سیاست سے دیا جا سکتا ہے۔ صرف ایک کمزور نظام سیاست کا جواب طاقت اور ظلم سے دیتا ہے لیکن یہی ظلم خود اس نظام کی جڑیں کھوکھلی کر دیتا ہے۔

آج ہمارے پاس انسانی حقوق کا چارٹر موجود ہے۔ عدم تشدد کا فلسفہ موجود ہے اس کے باوجود اگر پولیس کو نہیں سدھارا جا سکتا تو ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ اگر ضرورت ہو تو سیاسی معاملات کے لئے پولیس کا ایک شعبہ بھی قائم کیا جا سکتا ہے جس کی تربیت میں زندگی کو کوئی مقام نہ حاصل ہو۔ سیاسی معاملات میں اذیت پسندی ایسی نفی کو جنم دیتی ہے جو سارے سماج کی رگوں میں زہر بن کر سما جاتی ہے کیا ہم آنے والی نسل کو بھی زہر وراثت میں دیں گے۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس انہیں دینے کے لئے کچھ بھی نہیں؟

ہم ساری دنیا کے ضمیر اور انسان کی شرافت سے اپیل کرتے ہیں کہ سیاسی قیدیوں کے ساتھ یہ انسانیت سوز مظالم بند کئے جائیں۔ پولیس کو ایسی تربیت دی جائے کہ عوام اسے اپنا دوست سمجھیں۔

ہم تمام نیک اصولوں کی دہائی دیتے ہیں کہ یہ مظالم چاہے ویتنام میں ہوں، الجیریا میں ہوں، روس میں ہوں یا چلی میں، بنگلہ دیش میں ہوں پاکستان میں ہوں یا ہندوستان میں ان کے خلاف سخت اقدام کیا جائے۔ (ح. ک ایڈیٹر شرر)

بقیہ مناظرہ بجیڈیہ

اجتماع میں سنایا جا سکتا ہے۔ بریلوی مناظر جب یہ کہہ رہا ہوگا کہ

"قبروں پر چڑھاوے چڑھانا، منتیں ماننا، اگربتی جلانا اور چراغ جلانا حرام ہے مگر شرک نہیں اور بت سے مدد مانگنا اور اس کو پکارنا بھی حرام ہے شرک نہیں۔ شرک صرف یہ ہے کہ قبروں کی یا بتوں کی پوجا کی جائے۔"

سننے والوں سے پوچھا جا سکتا ہے کہ کون ہارا اور کون جیتا؟ ایک سوال یہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ کیا قبروں کے بریلوی معتقد سے تائب ہو جائے گا؟ کیا وہ قبر پر چادر تانے میں بند کر دیا گیا یا دیگر اجتماعات میں بھی سنایا جا رہا ہے؟

مناظرہ بجیڈیہ کی خبر دیگر بریلوی علماء کرام کو بھی پہنچی ہوگی۔ ہو سکتا ہے وہ بھی تائب ہو گئے ہوں۔ وہ بھی اپنے دل کا حوصلہ نکال سکتے ہیں۔ شرعی اور اسلامی نقطۂ نگاہ سے وسیلہ سے قبروں کا وسیلہ مراد نہیں ہے بلکہ اعمال صالحہ کا وسیلہ مراد ہے۔ اس مسئلہ پر مباہلہ بھی کیا جا سکتا ہے جس کا جواب ان شاء اللہ مفید ہوگا۔ اس کو کوئی جھٹلا نہ سکے گا۔ اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منہم آمین (ع۔ ت۔ م)

اصحاب خیر سے اپیل

انجمن پیام اسلام کا چھ تین سال سے اسلام کی خدمت انجام دے رہی ہے۔ ایک لائبریری کی ضرورت تھی۔ ممبران انجمن اپنی جدوجہد سے لائبریری قائم کر سکے ہیں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن اس میں مزید کتابوں کی اشد ضرورت ہے۔ جن حضرات کے پاس مذہبی ادبی اخلاقی وغیرہ کتابیں ہوں وہ ارسال فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ اور حسب منشاء معاوضہ مطلوب ہو۔ ہم ڈاک خرچ روانہ کر دیں گے۔

المعلن:- عنایت اللہ انصاری

سکریٹری انجمن پیام اسلام ۹۹ جوڑی مسجد

فیض علی گنج کانپور — م

جمعیۃ الوا کی بار آور کارروائی

علاقہ الوا کے گاؤں بگھتی میں اس قدر باہمی پھوٹ پڑ گئی تھی کہ اس کا ختم ہونا محال نظر آتا تھا اسی سلسلہ میں ایک میٹنگ ۱۹ نومبر ۷۸ء کو منعقد ہوئی۔ علماء کرام کی تقریروں سے عوام بے حد متاثر ہوئے اپنے تمام ذاتی اختلافات ختم کر کے اتحاد و اتفاق کی نادر مثال قائم کر دی۔ موجودہ مکتب جو کسمپرسی کے عالم میں چل رہا تھا اس کو ایک اچھی مضبوط دینی درسگاہ بنانے کا عزم کر چکے ہیں۔

مولیٰ ہم سب کو مزید خلوص عطا فرمائے اور ہمیشہ اپنے دین کی خدمت لیتا رہے۔ آمین

محمد شفیق صادق ناظم جمعیۃ

حکیم محمد اقبال حسین ایم اے

گٹھیا اور وجع مفاصل

سوال:- گٹھیا اور وجع المفاصل کا علاج بتایئے۔؟

مجھے تقریباً پندرہ سال سے گٹھیا ہے گھٹنوں اور جوڑوں میں درد ہوتا ہے اور گھٹنوں کے جوڑوں پر ورم بھی ہے اور وقتاً فوقتاً گھٹنوں میں اتنا ورم اور تکلیف ہو جاتی ہے کہ بیت الخلاء میں جا کر بیٹھنا تک مشکل ہو جاتا ہے میری عمر اس وقت ستر سال کی ہے۔ اگر اس سے نجات نہیں مل سکتی تو اتنا تو ہو جائے کہ میری تکالیف کم ہو جائیں اور میں اپنی حوائج ضروریات آرام کے ساتھ پوری کر سکوں۔

جواب: دوائیں تو اس مرض کی یونانی میں بھی بے شمار اور ساجی میں نیز تیل بھی اچھے اچھے ہیں لیکن یہ دوائیں بیشتر صورتوں میں منضج اور مسہل کے بعد نفع پہنچاتی ہیں آج کل لوگ منضج اور مسہل سے بہت گھبراتے ہیں۔ میں انہیں مسہل کا ایک دوسرا سستا آسان نسخہ بتاتا ہوں بہرحال علاج معالجے میں تھوڑی بہت تکلیف تو اٹھانی پڑتی ہے کیونکہ کوئی شخص بغیر ہاتھ پیر ہلائے تو جا نہیں سکتا۔ آپ جو بھی دوا کھائیں اس کے ساتھ میرا بتایا ہوا منضج کا یہ نسخہ ضرور آزمائیں اس کے بعد دوا جلد اثر کرے گی منضج کا کام یہ ہے کہ ہمارے نظام جسمانی میں جو فضلات جمع ہیں ان کو پگھلا دے اور مسہل کا کام یہ ہے کہ وہ ان کو آنتوں کے ذریعہ خارج کر دے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اخراج فضلات کے چار راستے بنائے ہیں ٹھوس فضلات تو آنتوں کے ذریعہ خارج ہوتا ہے اور جو فضلات خون میں شامل ہو جاتے ہیں انہیں یا تو گردے پیشاب کی صورت میں اور جلد پسینہ اور رطوبات کی صورت میں خارج کرتی ہے۔ اسی طرح ہمارے پھیپھڑے بھی ان سے جو بوجھ ہم خارج کرتے ہیں وہ دراصل کاربن ڈائی آکسائیڈ ہوتی ہے۔ یہ چار راستے قدرت نے اخراج فضلات کے لئے بنائے ہیں منضج و مسہل آنتوں کے ذریعہ فضلات کو خارج کرتے ہیں یہاں اخراج فضلات کا جو طریقہ میں بتانے والا ہوں وہ جلد کے مسامات کے ذریعہ ہوگا۔ نہایت سادہ طریقہ ہے۔ آپ چار سیر گرم پانی لیں اور اس میں آدھا پاؤ تک ایپسم سالٹ حل کر دیں پھر ایک موٹا کھدر کا کپڑا لیں یا بڑے روئیں والا تولیہ لے کر اس محلول سے پورے جسم کا اسپنج کریں اس طرح کا دس روز تک روزانہ اسپنج کریں۔ پھر بیس دن تک ایک دن چھوڑ کر پھر چالیس دن تک دو دن چھوڑ کر اسپنج کریں گویا ایک کورس ہوگا۔ ایپسم سالٹ کا دوسرا نام میگنیشیم سلفیٹ ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ جب یہ جلد سے مس ہوتا ہے تو زیر جلد جو بھی فضلات ہوتے ہیں ان کو باہر کی طرف لے آتا ہے اس کے دوران استعمال کھانے کی دوائیں بھی کھائی جاتی ہیں اطباء سورنجان شیریں کے مرکبات زیادہ استعمال کرتے ہیں مثلاً معجون سورنجان، حب سورنجان، سفوف سورنجان وغیرہ بنے بنائے عام دواخانوں میں ملتے ہیں۔ سورنجان کے کچھ دوسرے مرکبات بھی ہوتے ہیں ایک دو نسخے میں بھی یہاں درج کئے دیتا ہوں

(۱) پوست ہلیلہ زرد (تولہ) ہلیلہ کابلی (تولہ) سورنجان شیریں (تولہ) تربد مجوف (۲ تولہ) صبر زرد (تولہ) سورنجان زرد (تولہ)

ان سب کو باریک پیس کر چنے کے برابر گولیاں بنا لیں اور صبح و شام ۲-۲ عدد گولیاں پانی سے استعمال کریں اگر درد شدید ہو تو اسے تین وقت بھی استعمال کیا جا سکتا ہے یہ عرق النساء میں بھی مفید ہے اور جوڑوں کے درد اور ورم میں بھی مفید ہے اس کے استعمال سے قبض بھی جاتا رہتا ہے پاؤں کی انگلیوں کے درد میں بھی مفید ہے جسے نقرس کہتے ہیں (۲) اسگندھ ناگوری، سورنجان شیریں، زنجبیل، تخم قرطم ان سب کو ہموزن لیکر سفوف بنا لیں اور روزانہ ۳-۳ ماشہ صبح و شام پانی سے استعمال کریں یہ بھی نقرس، عرق النساء اور وجع مفاصل میں بے حد مفید پایا گیا ہے۔ میرے معمولات مطب میں سے ہے کچھ نسخے تیل کے بھی لکھ رہا ہوں آپ چاہیں تو انہیں بھی بنا کر استعمال کریں ان تیلوں کی مالش سے بھی جوڑوں کے دردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

روغن سنبھالو: اس کا استعمال وجع مفاصل یعنی جوڑوں کے دردوں میں نافع ہے۔ سنبھالو کو کوٹ کر اس کا عرق نچوڑ لیں اور اس میں میٹھا تیل ملا کر جوش دیں جب پانی جل جائے اور صرف تیل رہ جائے تو چھان کر نیم گرم دردوں پر ملیں اور برگ سنبھالو گرم کر کے مقام متاثرہ پر باندھیں۔

روغن بید انجیر: روغن بید انجیر کا شربتی کو کہتے ہیں اور انگریزی میں اس کا نام ارنڈی کا تیل ہے یہ بھی جوڑوں کے درد میں بہت نافع ہے ارنڈی کی جڑ دو سیر لے کر آٹھ سیر پانی میں جوش دیں جب پانی دو سیر رہ جائے تو ارنڈی کے دو سیر تیل میں اسے ڈال کر اتنا جوش دیں کہ پانی جل کر صرف تیل رہ جائے اس کی مالش کریں۔

تلوں کا تیل ایک بوتل لیں اور اس میں منتھول یا ست اس ایک تولہ ملا کر رکھ لیں جوڑوں کے درد اور نقرس اور عرق النساء کے درد والی جگہوں پر اس کی مالش کریں۔ اکسیر ثابت ہوتی ہے

کھانے اور لگانے کے بے شمار نسخے ہیں کہاں تک لکھا جائے یہاں لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ جو علاج بھی وجع مفاصل کا آپ کریں ایپسم سالٹ کے بغیر نہ کریں۔ کورس مکمل کریں تو دوا کا جلد فائدہ حاصل ہوگا۔ اگر مرض بہت بڑھا ہوا ہے تو آپ بڑا ٹب لیں اور اسے نصف سے زیادہ گرم پانی سے بھر دیں پھر اس میں ڈھائی پاؤ ایپسم سالٹ حل کر کے بیٹھ جائیں اور کسی کھردرے تولیے سے بیٹھے بیٹھے پورے جسم کو خاص طور پر جوڑوں کو اسپنج کرتے رہیں۔ ٹانگوں کو تو پانی کے اندر رکھیں اور تولیے سے بیٹھے بیٹھے ان کو رگڑتے رہیں بیس منٹ سے آدھ گھنٹے تک ٹب میں بیٹھے رہیں انشاء اللہ دوسرے روز سے دردوں میں بڑی حد تک تخفیف ہو جائے گی اور اس کا طریقہ بھی یہی ہے کہ پہلے دس روز تک روزانہ ٹب میں بیٹھ کر اسپنج کریں۔ پھر بیس دن تک ایک ایک دن چھوڑ کر ٹب میں بیٹھ کر اسپنج کریں۔ انشاء اللہ مکمل طور پر آرام ہو جائے گا

گٹھیا، نقرس، عرق النساء یہ تینوں مرض ایک ہی نسل سے تعلق رکھتے ہیں جیسے جوڑوں میں عرق النساء اور بخار میں یورک ایسڈ کا اجتماع ہونے لگے تو اسے گٹھیا کہیں گے پاؤں کے نیچے اور گھٹنوں میں تکلیف و درد رہنے لگے تو اسے نقرس کہیں گے۔ اور کولہے سے پیر تک جو بھی شاخ عرق النساء کے نام سے آتی ہیں وہ اگر متاثر ہو جائے تو اسے سائٹیکا۔ یہ تینوں مرض یورک ایسڈ کے اجتماع سے پیدا ہوتے ہیں مقام بدل جانے کی وجہ سے ان کے نام بھی بدل جاتے ہیں یہ تینوں خاصے دشوار العلاج ہیں یونانی طریقۂ علاج میں فوری آرام پہنچانے کے لئے فصد بھی کھولتے ہیں آج کل تقریباً متروک ہو گیا ہے۔ اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ اس علاج کے ساتھ کچھ ایسی مخصوص ورزشیں بھی بتا دی جائیں کہ اگر اس کا مریض بھی یہ سیدھی سادی ورزشیں کرتا رہے تو پھر یہ تکلیف اپاہج اور از کار رفتہ نہیں کرے گی۔

گٹھیا کے مریضوں کیلئے چند آسان ورزشیں

اس مرض کے دفعیے کے لئے دو قسم کی ورزشیں ہوتی ہیں ایک آئی سومیٹرک یعنی وہ ورزشیں جن میں جسم ایک جگہ قائم رہتا ہے اعضاء کو حرکت نہیں دی جاتی ان کا مقصد عضلات کو مضبوط کرنا ہوتا ہے۔ دوسری قسم کی ورزشیں وہ ہوتی ہیں جن میں حرکت ہوتی ہے یہاں اس کے تحت جو ورزشیں دی جا رہی ہیں ان کا مقصد جوڑوں کی حرکات ممکنہ کو زیادہ سے زیادہ بڑھانا ہے تاکہ یورک ایسڈ کا اجتماع جوڑوں اور عضلات میں نہ ہونے پائے اور اگر ہو سکے تو خارج ہو کر ان کی قدرتی لچک واپس آجائے۔

آئی سومیٹرک ورزشیں

رانوں کے عضلات کی آئی سومیٹرک ورزش۔ چت لیٹ جایئے اس طرح کہ ٹانگیں بالکل سیدھی کر لیں گھٹنوں کو بالکل سیدھا رکھئے اور رانوں کے عضلات کو خوب کس کر کھینچئے یعنی ٹائٹ کیجئے اور پانچ سکنڈ تک اسی طرح ٹائٹ رکھئے پھر ڈھیلا چھوڑ دیجئے یعنی RELAX کر دیجئے ابتداً پانچ مرتبہ کیجئے پھر بڑھا کر ۲۰ مرتبہ تک کیا کریں اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ گھٹنے بالکل سیدھے ہو جائیں گے۔ ان کا خم بالکل ختم ہو جائے گا نیز ان میں اتنی لچک پیدا ہو جائے گی کہ آپ جب چلیں گے گھٹنوں کو تھوڑا تھوڑا موڑ لیا کریں پھر اس ورزش سے اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے میں آسانی رہتی ہے۔

کولہوں کے عضلات کی آئی سومیٹرک ورزش کیجئے

اس میں بھی چت لیٹ جایئے اس طرح کہ ٹانگیں بالکل سیدھی آپس میں جڑا کے کولہوں کے نیچے ہاتھ رکھیں اور ہاتھ کو بھرپور کھنچاؤ سے بھینچ کر محسوس کریں (باقی آئندہ)

تصحیح

تصحیح الاشلی کے باوجود غلطیاں رہ جاتی ہیں جب تک کاتب، پریس، پروف ریڈر اور مضمون نگار سب ہی "الانسان مرکب من الخطاء و النسیان" میں شامل ہیں۔ کچھ غلطیاں درج ذیل ہیں۔ ناظرین درست کر لیں۔

توسین میں صحیح ہے۔ ترجمان یکم اکتوبر ص کالم ۲ ذکر، ذکر "فَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ" ذکر کیونکہ ذکر مومنوں کو نفع دیتا ہے (وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ۔ اور نصیحت کرتے رہو کیونکہ ذکر مومنوں کو نفع پہنچاتا ہے) ذکر و فکر کے آخر میں سورۃ آل عمران کی صحیح آیت یہ ہے (الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ)

ترجمان ۱۵ اکتوبر صفحہ ۳ کالم ۱ سطر ۳ "مثل جاهلون" (فَبِمَا (وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا)) کالم ۲ "لیست خلقته" (لیستخلفنھم) "ولیمکنن" (ولیمکنن) صفحہ ۳ باب القرآن سطر "آپ اور مقتدی مشرق سے مغرب کی طرف پھر گئے" (شمال سے مغرب کی طرف) ترجمان یکم دسمبر خطبہ جمعہ تفسیر ابو طریق ۳۰ کالم

(بقیہ ادارہ)

اور اس سلسلہ میں جناب محمد خالد جمیل صاحب مولف کلید آیات اور جناب محمد عبدالرحمن صاحب جمیل کو کالولی چھنیدوارہ کا شکر گذار ہے۔

بقیہ مسائل الجنائز

امام نووی نے لکھا ہے کہ اس سے مراد میں اس میت پر عذاب کیا جاتا ہے جو اپنے رشتہ داروں کو نوحہ کرنے کی وصیت کر گیا ہو۔ لیکن جس شخص نے زندگی میں خویش و اقارب کو نوحہ کرنے سے منع کیا تھا۔ اس کے باوجود وہ نوحہ کریں تو اس نوحہ سے میت کو عذاب نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ" کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا! اس حدیث کی رو سے احتیاط اسی میں ہے کہ مرنے والا وصیت کر جائے کہ میرے مرنے پر نوحہ نہ کیا جائے۔ اس پر اجماع ہے کہ آواز سے رونا اور نوحہ اور بین ممنوع ہے۔ اور صرف آنسوؤں سے رونا منع نہیں ہے اور وہ جائز ہے۔

فرزندان توحید میں باصلاحیت قلم کاروں کی کمی نہیں، ترجمان کے کالم ان نگارشات کیلئے تشنہ ہیں (ادارہ)

جمعیت اہلحدیث مغربی یوپی کو مبلغ کی ضرورت

جو عالم دین تبلیغ کے ساتھ ساتھ ہندی یا انگریزی جانتے ہوں اور کسی ادارہ سے وابستہ ہوں اپنی استعداد اور تجربہ کی تفصیل کے ساتھ رابطہ قائم کریں۔ پتہ ذیل ہے

نصیر احمد ناظم، محمد عمر محمد ادریس شیر علی مرچنٹ حبیب منڈی آگرہ (۲۰۰۰۰۳)

نوٹ:۔ رپورٹ اجلاس عام جمعیۃ اہلحدیث مغربی یوپی منعقدہ دھوریرہ ٹانڈہ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

بقیہ گٹھیا اور درد جوڑ مفاصل

پانچ سکنڈ تک اس تناؤ کو قائم رکھیں پھر ڈھیلا چھوڑ دیں اسے بھی شروع میں پانچ مرتبہ کریں پھر بڑھا کر بیس پچیس مرتبہ کریں اس سے گٹھیا کے علاج کے علاوہ بھی بہت سے فوائد ہیں جو شخص اس ورزش کو کرتا رہے گا اسے ان شاء اللہ تعالیٰ معدہ مستقیم کی کوئی بیماری نہ ہوگی۔ نہ بواسیر ہوگی نہ بھگندر ہوگا اور نہ ہی قبض قدامت قبض جائے گی شکایت لاحق ہوگی۔

یہ واضح رہے کہ یہ ورزش بدن یا کسی دوسری ان سے فائدہ اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب آپ مداومت کے ساتھ انہیں کریں (رہنمائے صحت)

اعلان

خریداران و احباب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ

کتب علمیہ کی فرمائشوں کے ساتھ پیشگی (ایڈوانس) رقم ضرور روانہ کریں بغیر پیشگی رقم کے آرڈر کی تعمیل نہیں ہوگی

منیجر مکتبہ ترجمان

۳۱۷ پریس اسٹریٹ صدر بازار دہلی

کاغذ کی گرانی

مارکیٹ میں کاغذ کی قلت ہے، پرنٹ کی قیمتیں برابر بڑھ رہی ہیں [illegible] ہے کہ جلد ہی ہمیں بھی خرچ سالانہ میں اضافہ کرنا پڑے۔ ترجمان کا زر سالانہ حسب سابق دس روپے سالانہ ہے لہٰذا بعض احباب اس موقع کو غنیمت جانیں اور ایڈوانس کر کے مستقل غریب میں بھجوا دیں۔

غریب فنڈ میں کچھ اور شائقین نے شرکت کی ہے تفصیل آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ اس مد میں اصحاب خیر سے غیر مستطیع ناظرین کیلئے امداد کی رقم دفتر میں بھیجیں جو حضرات چار روپے بھیجیں گے ان کے نام غریب فنڈ سے چھ روپے بجرا کر ایک سال بھر کے لئے ترجمان جاری کیا جائے گا۔ منیجر ترجمان ۳۱۷ پریس اسٹریٹ صدر بازار دہلی

مطبوعات جمعیۃ اہلحدیث ہند

معلومات عامہ — تین حصے جسے عمر بچوں کی جنرل نالج بڑھانے کے لئے بہترین سیٹ ہے۔ مدارس میں پڑھائی جا رہی ہے۔ آپ بھی اپنے نصاب میں داخل کیجئے۔ حصہ اول صفحات ۸۰ قیمت ۱/۴۰
حصہ دوم صفحات ۹۶ قیمت ۱/۷۵ حصہ سوم صفحات ۱۱۲ قیمت ۲/۰

فضائل ماہ محرم و یوم عاشوراء — ایک تنقیدی جائزہ قیمت ایک روپیہ

حضرت حسن بصری (حالات و ملفوظات) قیمت ایک روپیہ

ایمان — اللہ کی ذات و صفات، ملائکہ، آسمانی کتب۔ آخرت، جنت و دوزخ، تقدیر اور ایمان کی کمی بیشی وغیرہ جملہ متعلقات ایمان پر دلائل بیان کئے گئے ہیں صفحات ۷۱ قیمت ۲/-

دینی تحریکوں میں بناؤ اور بگاڑ کا مفہوم — مصر میں تحریک اخوان المسلمین کے بانی اور چودھویں صدی کے مجدد حسن البنا کے تربیت یافتہ ڈاکٹر عبدالعزیز کامل کی تصنیف عربی تالیف "البناء والہدم فی الدعوات" کا اردو ترجمہ ہے۔ حق و باطل کی معرکہ آرائی اور حق کی فتح یابی کے متعدد واقعات قرآن کریم اور سیرت پاک کی روشنی میں فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ صفحات ۱۲۰ قیمت ۵/-

ترجمان کا حج نمبر — نامور رہنما مصنفین کا بہترین رفیق صفحات ۸۸ قیمت ۲/۵۰

ترجمان کا پرسنل لاء نمبر صفحات ۹۰ قیمت ۲/۵۰

اہلحدیث کا مذہب مصنف مولانا ثناءاللہ امرتسری صفحات ۱۱۲ قیمت ۲/۳۰

پتہ:۔ مکتبہ ترجمان، ۳۱۷ پریس اسٹریٹ صدر بازار دہلی

سالانہ عیسوی جنتری ۱۹۷۹ء

مہینوں کے نام							
اپریل جولائی	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	سنیچر
جنوری۔ اکتوبر	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ
مئی	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ
اگست	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ
فروری، مارچ، نومبر	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ
جون	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ
ستمبر۔ دسمبر	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ
جس ماہ کی تاریخ دیکھنا	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
ہو پہلے اس مہینے کو تلاش کریں	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
اور اسی کے سامنے والے خانہ میں	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱
دن دیکھ لیں مطلوب تاریخ کے	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸
نیچے والے خانہ میں تاریخیں مل جائیں گی	۲۹	۳۰	۳۱	۰	۰	۰	۰

مرتبہ:۔ عتیق الرحمان مبارکپوری مدرس شمس العلوم جونیئر ہائی اسکول ٹانڈہ دھوریرہ۔ بستی

ٹیلیفون نمبر 266189

فیمس آپٹیکل کمپنی

ہمارے یہاں ہر قسم کے نظر دھوپ کے نئے نئے ڈیزائنوں کے چشمے، اُن کے فریم و ہر قسم کے نظر دھوپ کے شیشے، چشمہ رکھنے کے کیس اور چشموں کا سامان تھوک و پرچون میں ملتا ہے

۲۳۱۱ بازار بلیماران دہلی ۶

پارٹنر حافظ محمد سلیم

الدار السلفیہ کی تازہ قابل فخر پیشکش

اصلاح المساجد

دنیا میں مساجد کی نہیں ہے۔ ایک سے ایک پرشکوہ و بارعب مسجدیں موجود ہیں جن کی تعداد میں دن بدن اضافہ بھی ہوتا جا رہا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مساجد عامرۃ وھی خراب من الہدیٰ۔ مسجدیں تو آباد ہوں گی لیکن ہدایت سے محروم اور ویران ہوں گی۔ مسجدیں سیاسی، فقہی اور گروہی عصبیت کا مرکز بن جائیں گی۔ بدعات، خرافات اور بے شمار رسوم و عادات سے بھری ہوئی رہیں۔ آج اکثر مساجد اسی دور سے گزر رہی ہیں۔

شام کے مشہور عالم شیخ محمد جمال الدین القاسمی نے اپنی کتاب "اصلاح المساجد من البدع والعوائد" میں اس موضوع پر بڑی سیر حاصل بحث کی ہے۔ یہ کتاب اس لائق ہے کہ ملک کی تمام مساجد میں اس کو دور کر مصلیوں کو پڑھایا جائے۔ ڈاکٹر مقتدیٰ حسن الازہری کے سلیس اردو ترجمہ کے ساتھ نہایت اعلیٰ طباعت کے ساتھ اشاعت کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔

قیمت -/۱۵ روپے

ناشر: الدار السلفیہ حامد بلڈنگ مومن پورہ بمبئی ۱۱

صحت کا محافظ

نورانی تیل

درد۔ چوٹ۔ زخم۔ جلنے کٹنے کی مشہور عام دوا

جعلی لیبل اور نقلی کیپسول سے ہوشیار رہئیے اصلی نورانی تیل صرف مئوناتھ بھنجن سے ہی ملتا ہے

انڈین کیمیکل کمپنی

مئوناتھ بھنجن یو۔پی

لکھنؤ کے

مشہور عطریات

- عطر زعفرانی
- عطر چیتا
- عطر شمامۃ العنبر

عبد الحفیظ محمد یوسف تاجران عطر

محمد یوسف بلڈنگ ناداں محل روڈ لکھنؤ

---

۳۰ یونانی دواؤں کا نچوڑ

درویشی تیل

جوڑوں کے درد، ورم، موچ، چوٹ، زخم وغیرہ کی اکسیر دوا۔ اور طب ہر گھر اور سفر کی ضرورت۔ ... دوا کے لئے ایجنٹوں کی ضرورت ہے ...

پتہ

درویشی دواخانہ (رجسٹرڈ)

پوسٹ ڈانگ ضلع ...

زخم کے جلنے، درد، چوٹ، ورم، موچ جلنے، کٹنے، ... کا فوری علاج ہے۔ اس کی مسلسل مالش کرنے ... درد ... دور ہو جاتا ہے

بندی تیل

ہند کی بی۔ سی ورکس۔ مئوناتھ بھنجن یو۔پی

آگاہی

خریدار حضرات جب چندہ بھیجا کریں تو خریداری نمبر اور پتہ صاف لکھیں ورنہ جواب دینا ممکن نہیں ہوگا

منیجر اخبار ترجمان

۴۱۰ پرنسس اسٹریٹ صدر بازار

D(D) 712
۱۵ دسمبر ۱۹۷۸ء
23.12.78